عمران سیریز

جلد نمبر
27

جونک اور ناگن

93 - سہ رنگی موت

94 - متحرک دھاریاں

95 - جونک اور ناگن

96 - لاش گاتی رہی

ابن صفی

عمران سیریز نمبر 94

متحرک دھاریاں

(دوسرا حصہ)

پیشرس

سہ رنگی موت کی پسندیدگی کا شکریہ.... تین عدد خطوط میں اظہار بیزاری کیا گیا ہے۔ ان حضرات کا بھی شکریہ! ان تین حضرات کو کہانی میں سس پنس نظر نہیں آیا۔ لہٰذا میں نے سوچا ہے کہ اب انہیں تلوار کی دھار پر چل کر دکھاؤں گا۔

ایک صاحب نے کالی کہکشاں پڑھ کر مشورہ دیا تھا کہ آموں کی آڑھت کرلوں۔ سوا دو روپے کی کتاب میں تو اتنے نخرے کرتے ہیں دس بارہ روپے سیر آم کیا خریدیں گے، آپ مجھ سے اور پھر اگر کسی آم میں ایک آدھ ریشہ نکل آیا تو گٹھلی لے کر دوڑے آئیں گے، ویسے بھائی مصنف بن جانا سب سے زیادہ آسان کام ہے اس لئے مجھے ”آم کے آم اور گٹھلیوں کے دام“ کے چکر میں نہ ڈالئے۔ یہ محاورہ ہی سرے سے غلط ہے۔ گٹھلیوں کے دام نہیں لگتے۔ البتہ کتابیں ردی کے بھاؤ بھی بک جایا کرتی ہیں۔ آم فروشی کے لئے ٹھیلا سجانا پڑتا ہے۔ پھیری لگانی پڑتی ہے۔ کتاب لکھنے میں کچھ بھی نہیں کرنا پڑتا، بس کاغذ اور قلم لے کر بیٹھ گئے.... کاتب نے کتابت کی مشینوں نے چھاپ دیا۔ دفتری خانے میں جلد بندی ہوئی اور وہیں سے کتب فروش اٹھالے گئے۔ مصنف ایک کنارے بیٹھا رہا۔ بیٹھے بیٹھے تھکا تو لیٹ گیا۔ ایسے میں نیند آگئی تو خواب میں دیکھتا ہے کہ مغز ناک کے راستے بہا جارہا ہے.... اور پڑھنے والے کہہ رہے ہیں کیسا

گندہ ہے کہ ناک بھی صاف نہیں کر سکتا! بہر حال مجھے مصنف ہی رہنے دیجئے! آپ جیسے قدر دانوں نے منہ موڑا تو ردی فروشی کر کے پیٹ پال لوں گا، لائن سے ہٹ کر کام کرنے کا مشورہ نہ دیجئے! ورنہ ساری رقم ڈوب جائے گی اور پھر میں کسی ایک عدد ''ایم اے ایل ایل بی'' کے لئے نہیں لکھتا۔ مزدوروں سے لے کر پروفیسروں تک کے دل بہلانے پڑتے ہیں۔ مجھے اسی ''کالی کہکشاں'' کی پسندیدگی کے سلسلے میں اتنے خطوط آئے تھے کہ آپ ان کی تعداد کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔ البتہ میں اپنی اس بھتیجی سے سخت شرمندہ ہوں جسے شاید اس کی سہیلیوں نے خواہ مخواہ کالی کہکشاں کہنا شروع کر دیا ہے، اسی طرح حضرت علامہ مشرقی رحمتہ اللہ علیہ کے ان صاحبزادے سے بھی شرمندہ ہوں جنہیں ان کے دوست علامہ دہشت ناک کہہ کر مخاطب کرنے لگے ہیں حالانکہ وہ بے حد شریف آدمی ہیں۔ خیر چھوڑیئے اس قضیے کو اُن صاحب کو آم قطعی پسند نہ ہوں گے (گرانی کی وجہ سے) جنہوں نے مجھے آموں کی آڑھت کر لینے کا مشورہ دیا ہے۔

متحرک دھاریاں ملاحظہ فرمایئے.... جلد ہی اس سلسلے کی آخری کڑی ''خاص نمبر'' کی شکل میں پیش کروں گا۔ انشاءاللہ۔

والسلام

ابنِ صفی

۲۳/جولائی ۱۹۷۶ء

امور خارجہ کے سیکرٹری کے دفتر میں ایک اہم ترین میٹنگ طلب کی گئی تھی۔ اس میں محکمہ داخلہ کے آفیسرز بھی شریک تھے جنکی سربراہی سی آئی ڈی کے ڈائرکٹر جنرل مسٹر رحمان کر رہے تھے۔

مسئلہ درپیش تھا کہ آخر اس دھاری دار لاش کا کیا کیا جائے۔ یہ بات تو ثابت ہو چکی تھی کہ وہ وانگ لین کی لاش نہیں تھی۔ سر سلطان نے عمران کے مشورے کے مطابق وانگ لین کی انگلیوں کے نشانات ہانگ کانگ سے براہِ راست حاصل کر لئے تھے اور یہ نشانات لاش کی انگلیوں کے نشانات سے قطعی مطابقت نہیں رکھتے تھے۔

"سفارت خانہ لاش کا مطالبہ کر رہا ہے۔" سر سلطان نے کہا۔

"اب جبکہ یہ ثابت ہو چکا ہے کہ وہ وانگ لین کی لاش نہیں ہے۔! مطالبہ کیسے پورا کیا جاسکتا ہے۔" رحمان صاحب بولے۔

"اس کے علاوہ بھی ایک بات ہے۔!" سر سلطان نے پُر تفکر لہجے میں کہا۔

"وہ کیا....!"

"مطالبہ کسی طرح پورا ہی نہیں کیا جاسکتا۔ اگر وہ وانگ لین ہی کی لاش ہوتی تب بھی نہیں۔!"

متعدد سوالیہ نظریں سر سلطان کی طرف اٹھی تھیں۔

"مطالبہ اس لئے نہیں پورا کیا جاسکتا کہ وہ لاش سائنٹیفک ریسرچ انسٹی ٹیوٹ کی تجربہ گاہ سے غائب ہو گئی ہے۔!"

"نہیں۔" بیک وقت کئی زبانوں سے نکلا تھا۔

"یہ حقیقت ہے.. تجربہ گاہ کے چاروں محافظ زیرِ حراست ہیں اور انچارج کو معطل کر دیا گیا ہے۔"

"تو یہ میٹنگ اس لئے نہیں طلب کی گئی کہ لاش کا مسئلہ حل کیا جائے، بلکہ اصل مسئلہ یہ ہے

کہ لاش دوبارہ کیسے فراہم کی جائے۔" رحمان صاحب بُرا سامنہ بنا کر بولے تھے۔

"یہی سمجھ لو" سر سلطان کے لہجے میں بیزاری تھی۔

"آج ہی کے اخبارات میں لاش کے چہرے کا خاکہ بلیک اینڈ وائٹ میں شائع ہوا ہے اور غالباً سفارت خانے ہی کی طرف سے شائع کرایا گیا ہے۔ اس شبہے کے ساتھ کہ وہ لاش وانگ لین کی بھی ہو سکتی ہے۔!"

"پرانی بات ہوئی۔" سر سلطان نے کہا۔

"میں آج کی اشاعت کی بات کر رہا ہوں۔" رحمان صاحب کسی قدر جھنجھلا کر بولے۔

"خاکہ کل کی اشاعت میں بھی آسکتا تھا، لاش غائب ہو جانے کے بعد کیوں شائع کرایا گیا۔ کل شام تک لاش تجربہ گاہ میں دیکھی گئی تھی۔ رات کو کسی وقت غائب ہوگئی۔"

"یہ محض اتفاق بھی ہو سکتا ہے۔!"

"پرانی بات میں نے اس لئے کہی تھی مسٹر رحمان کہ وہ خاکہ میرے پاس بہت دنوں پہلے آیا تھا۔ لاش کی تصویر شائع ہونے کے دوسرے دن کی بات ہے اور وہ خاکہ سفارت خانے کی طرف سے ہی بھجوایا گیا تھا۔!"

"میں نہیں سمجھا۔"

"سامنے کی بات ہے مسٹر رحمان.... جب تک لاش تجربہ گاہ میں موجود رہی خاکہ نہیں شائع کرایا گیا جبکہ لاش کی تصویر شائع ہونے کے دوسرے ہی دن تیار کر لیا گیا تھا۔!"

"تو کیا اب ہم سفارت خانے کو یقین نہیں دلا سکتے کہ وہ وانگ لین کی لاش نہیں تھی۔!"

"ہاں.....!وہ خاکہ اب اسی لئے شائع کرایا گیا ہے کہ ہم بھی اسے وانگ لین ہی کی لاش تسلیم کر لیں.... سرکاری طور پر۔!"

رحمان صاحب کسی سوچ میں پڑ گئے تھے۔

"بنیادی سوال یہ ہے کہ آخر سفارت خانہ اسے وانگ لین کی لاش تسلیم کرا لینے پر کیوں مصر ہے" سر سلطان بولے۔

"ٹھیک کہہ رہے ہو۔!" رحمان صاحب سر ہلا کر بولے۔

"اگر ہم خاموشی سے اسے وانگ لین کی لاش تسلیم کر لیں تب بھی لاش کی واپسی کا مطالبہ

برقرار رہے گا! حالانکہ مجھے یقین ہے کہ اب اس کی لاش کی راکھ بھی نہ مل سکے گی۔ انہوں نے اسے فوراً ہی ضائع کر دیا ہوگا۔!"

"تو پھر اب کیا کیا جائے.....؟"

"سمجھ میں نہیں آتا.... اسی لئے یہ میٹنگ کال کی گئی ہے۔"

"اس کا کیا خیال ہے جسے تم نے بگاڑا ہے۔" رحمان صاحب نے سر سلطان کی طرف جھک کر آہستہ سے پوچھا تھا۔

"میرے بگاڑے ہوئے کو اتنی اہمیت کیوں دے رہے ہو۔" سر سلطان نے کسی قدر ناگواری سے کہا۔

"بہر حال اس کی بھی رائے ہوتی ہے۔"

"اس کا خیال ہے کہ اس معاملے سے متعلق محکمہ خارجہ کو آج ہی کسی بڑے اخبار کا ایک ضمیمہ شائع کرانا چاہئے جس میں لاش اور وانگ لین کے فنگر پرنٹس چھاپے جائیں یہ ثابت کرنے کے لئے کہ وہ وانگ لین کی لاش نہیں ہے ساتھ ہی وانگ لین کی مکمل ہسٹری بھی ہو اور سب سے زیادہ زور اس پر دیا جائے کہ سفارت خانے نے وانگ لین کے فنگر پرنٹس مہیا کرنے سے انکار کر دیا تھا اس لئے یہ فنگر پرنٹس براہِ راست ہانگ کانگ پولیس سے حاصل کئے گئے ہیں۔ آخر میں سوال کیا جائے کہ آخر سفارت خانہ اسے وانگ لین کی لاش کیوں تسلیم کرانا چاہتا ہے.....؟"

"اپنی حکومت کی پوزیشن صاف کرنے کا اس سے بہتر اور کوئی طریقہ نہ ہوگا۔" مسٹر رحمان سر ہلا کر بولے۔

"میرا بگاڑا ہوا ہے نا.... میاں تمہاری آمدنی سے کئی گناہ زیادہ آمدنی ہے اس کی، چاہے تو انتہائی دولت مند آدمیوں کی سی زندگی بسر کر سکتا ہے۔"

"اوہ.... کام کی بات کرو.....!" رحمان صاحب سنبھالا لے کر بولے "اس تجویز کو دوسروں کے سامنے بھی رکھو تاکہ اتفاق رائے سے اس پر عمل کیا جا سکے.... معاملہ سیریس ہے اور پھر اس کے بعد تم سے علیحدگی میں بھی کچھ گفتگو کرنی ہے۔"

سر سلطان نے انہیں ٹٹولنے والی نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا "ٹھیک ہے.... تم ہی اپنی طرف سے پیش کرو یہ تجویز.....!"

تجویز پیش ہوئی تھی اور سبھی اس پر متفق ہو گئے تھے۔ اس کے بعد سر سلطان نے سوالیہ

نظروں سے رحمان صاحب کی طرف دیکھا تھا۔

"ریٹائرنگ روم میں چلو۔" رحمان صاحب اٹھتے ہوئے بولے۔

وہ دونوں ریٹائرنگ روم میں آئے تھے اور رحمان صاحب نے بلا تامل سوال کیا تھا۔ "فتح محمد کی تصویر کس نے شائع کرائی تھی۔"

"سوری.... ٹاپ سیکرٹ....!" سر سلطان مسکرائے تھے۔

"فیاض کا خیال ہے کہ وہ عمران ہی کی حرکت تھی۔!"

"میری طرف سے کوئی تبصرہ نہیں سنو گے۔!"

"کیا فتح محمد خان کی لاش ملی ہے۔!"

"پلیز مسٹر رحمان....!"

"صرف ہاں یا نہیں میں جواب چاہتا ہوں۔!"

"نہیں....!" سر سلطان طویل سانس لے کر بولے۔

"عمران ہے کہاں....!"

"مجھے علم نہیں! خود اس کی تلاش میں ہوں! فیاض کہاں ہے....؟"

"سردار گڈھ میں.... اور اس کا خیال ہے کہ فتح محمد خان کے جسم پر بھی ویسی ہی دھاریاں بن گئی ہیں اور وہ زندہ ہے۔!"

سر سلطان خاموش رہے....! رحمان صاحب کسی قدر توقف کے ساتھ بولے "فیاض کا کہنا ہے کہ وہ زندہ عمران کے ہاتھ لگا ہے۔!"

"ہو سکتا ہے! جب تک عمران سے ملاقات نہ ہو یقین کے ساتھ کچھ نہیں کہہ سکتا۔!"

"آخر ساراوان کے جنگل میں کیا ہو رہا ہے....؟"

"خدا جانے... لیکن تم یہ ہر گز نہ سمجھنا کہ میں نے اسے ساراوان کے جنگل میں بھیج دیا ہے۔!"

"مجھے صرف ایک بات بتا دو کہ فتح محمد کہاں ہاتھ لگا تھا۔!"

"یہیں شہر میں....!"

"اور اسی ہیئت کذائی میں کہ شناخت کے لئے ہاتھ کی بنائی ہوئی تصویر شائع کرانی پڑی تھی۔!"

"یہی سمجھ لو....!"

"وہ کہاں ہے.....!"

"جب تک وانگ لین کا مسئلہ درپیش ہے یہ ہر اعتبار سے میرے محکمے کا کیس ہے۔! لہذا تمہیں فی الحال اس سے کوئی سروکار نہیں ہونا چاہئے۔!"

"اچھی بات ہے" رحمان صاحب طویل سانس لے کر خاموش ہوگئے تھے۔!

فیاض بستر پر پڑا بُری طرح ہانپ رہا تھا.... اس نے صرف نیکر پہن رکھی تھی۔ جسم پر بنیان بھی نہیں تھا۔ وہ ہانپ رہا تھا اور ان رنگین دھاریوں کو دیکھے جارہا تھا جو اس کے سینے سے پیٹ تک پھیلی ہوئی تھیں.... کبھی اسے ایسا محسوس ہوتا جیسے ان کی رنگت ہلکی پڑ گئی ہو اور کبھی ایسا لگتا جیسے وہ پہلے سے زیادہ شوخ ہوگئیں ہوں۔ دوڑتے دوڑتے بُرا حال ہوگیا تھا.... ویرانوں کی طرف نکل جاتا اور دوڑتا رہتا۔ ہوٹل واپس آتا تو تھوڑے تھوڑے وقفے سے کمرے میں دوڑنے لگتا۔ اپنے انجینئر دوست کو اس کے بارے میں کچھ بھی نہیں بتایا تھا۔! لیکن اس نے اسکے رویے میں نمایاں تبدیلی محسوس کی تھی اور اس سے متعلق استفسار بھی کیا تھا۔ مگر فیاض اسے کیا بتاتا۔ ویسے اس کی کوشش یہی تھی کہ اب وہ اس کا پیچھا چھوڑدے۔ سردار گڈھ ہی سے چلا جائے۔

کئی بار عمران سے فون پر رابطہ قائم کرنے کی کوشش کرچکا تھا۔! لیکن کامیابی نہیں ہوئی تھی۔ پھر رحمان صاحب سے درخواست کی تھی کہ اسے تلاش کرائیں اور انہیں بتانا ہی پڑا کہ اسے عمران کی تلاش کیوں ہے؟

دفعتاً وہ اچھل پڑا.... جیسے کوئی اہم بات یاد آئی ہو! جلدی جلدی کپڑے پہنے تھے اور باہر جانے کے لئے تیار ہوگیا تھا۔

اسے اپنی اس وقت کی غائب دماغی پر رہ رہ کر غصہ بھی آرہا تھا۔ جب وہ اس سے اسکا نام تک نہیں پوچھ سکا تھا۔ کیا سوچتی ہوگی اسکے بارے میں.. بہر حال اب اس کی بھی تلافی ہوجائے گی اور شائد وہی اسکی پریشانیوں کا کوئی حل بھی تلاش کرسکے۔ پُراسرار قوتوں کی حامل معلوم ہوتی ہے۔!

گاڑی اسی عمارت کی کمپاؤنڈ میں داخل ہورہی تھی۔ ہاں وہی عمارت تھی۔ اسے یاد آگیا۔ پورچ کے قریب لان پر کیوپڈ کا بت نصب تھا۔

گاڑی پورچ میں رُک گئی....اور ایک باوردی ملازم اس کی طرف بڑھا۔

"تمہاری مالکہ سے ملنا ہے....!" فیاض نے کہا۔

"آپ کا.... کارڈ جناب....!"

"بس اتنا کہہ دو.... وہی مریض ہے جو انہیں کہیں بیہوش پڑا ملا تھا۔!"

اس نے متحیرانہ انداز میں پلکیں جھپکائیں۔

"انہی الفاظ میں انہیں اطلاع دو۔ ورنہ تم پر اُن کا عتاب نازل ہوگا۔!"

کہنے کا انداز ایسا ہی تھا کہ وہ بے چوں وچرا اندر چلا گیا۔ ذرا دیر بعد واپسی ہوئی تھی اور اس نے بڑے ادب سے اندر چلنے کو کہا تھا۔

فیاض کو اسٹڈی میں بٹھا کر چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد قدموں کی چاپ سنائی دی اور فیاض چونک کر مڑا۔ وہ دروازے میں کھڑی مسکرا رہی تھی۔ فیاض اٹھ گیا۔

"خوش آمدید۔" کہہ کر وہ آگے بڑھی اور قریب پہنچ کر بولی "تشریف رکھئے نا۔"

"میں دراصل اپنے ایک نامناسب رویے کی معافی مانگنے حاضر ہوا ہوں۔!"

"میں نہیں سمجھی۔" اس نے حیرت سے کہا۔

فیاض بیٹھتا ہوا بولا "میں اتنا نروس تھا کہ آپ سے آپ کا نام تک نہیں پوچھ سکا۔!"

"اوہ...." اس کا کھنکتا ہوا سا قہقہہ کمرے میں گونجا تھا۔

"جب تک آپ مجھے میری اس بد اخلاقی پر معاف نہیں کر دیں گی مجھے سکون نہیں ہوگا۔"

"ارے چھوڑیئے۔ وہ کوئی ایسی خاص بات نہیں تھی۔!"

"اور میں آپ کی مہربانیوں کا ایک بار پھر شکریہ ادا کرتا ہوں۔!"

"خواہ مخواہ شرمندہ نہ کیجئے۔ وہ تو میرا فرض تھا۔!"

"لیکن اب میری سمجھ میں نہیں آرہا کہ کیا کروں۔!"

"کس سلسلے میں....؟"

"میرا وہ دوست بھی غائب ہو گیا ہے جسکے سلسلے میں آپ نے مجھے خطرات سے آگاہ کیا تھا۔!"

"اس کا غائب ہو جانا تو آپ کے لئے بہتر ہی ہوگا۔ نہ اس سے آپ کا رابطہ رہے گا اور نہ آپ کسی پریشانی میں پڑیں گے۔!"

"لیکن حالات اس سے مختلف ہیں۔!"

"میں نہیں سمجھی۔!"

"میں آپ کو سب کچھ بتادوں گا، لیکن آپ وعدہ کیجئے کہ اُسے جھوٹ نہیں سمجھیں گی۔!"

"سوال تو یہ ہے کہ آپ جھوٹ بولنے ہی کیوں لگے....!"

"وہ واقعہ ایسا ہے کہ کوئی یقین نہ کرے گا۔!"

"آپ مجھے اچھی طرح جانتے ہیں۔" وہ مسکرا کر بولی "جھوٹ اور سچ میں تمیز کرنے کی صلاحیت ہے مجھ میں۔"

فیاض نے اٹک اٹک کر اپنی کہانی دہرائی تھی.... اور وہ آخر کار ہنس کر بولی تھی۔ "میں نے اس وقت آپ کو ٹوکنا مناسب نہیں سمجھا تھا۔ ورنہ ستارے یہی کہہ رہے تھے کہ آپ خود بخود بیہوش نہیں ہوئے تھے بلکہ آپ کو بیہوش ہو جانے پر مجبور کر دیا گیا تھا۔!"

فیاض نے تشکر آمیز نظروں سے اس کی طرف دیکھا اور سر جھکا لیا۔

"کیا آپ مجھے وہ دھاریاں دکھا سکیں گے" اس نے پر اشتیاق لہجے میں پوچھا تھا۔

"ضرور.... ضرور اگر بد تمیزی نہ تصور کریں۔"

"بے تکلفی سے قمیض اتار دیجئے"۔ اس نے کہا۔ لہجہ کچھ ایسا ہی تھا کہ فیاض کی سانسیں پھولنے لگیں۔ بدقت اس نے قمیض اتاری تھی۔

پھر وہ اس قدر جھکی تھی کہ فیاض اس کی گرم گرم سانسیں اپنے سینے پر محسوس کرنے لگا تھا۔

اس نے اُن دھاریوں کو چھو کر بھی دیکھا تھا اور پیچھے ہٹتی ہوئی بولی تھی۔

"حیرت انگیز۔"

فیاض نے قمیض دوبارہ پہن لی۔

وہ اپنی جگہ پر جا بیٹھی تھی اور اس طرح خلا میں گھورے جا رہی تھی جیسے کسی غیر مرئی شے کو دیکھ لینے کی کوشش کر رہی ہو۔!

تھوڑی دیر بعد چونک کر بولی "تو پھر آپ اس ہدایت پر عمل کر رہے ہیں۔"

"جی ہاں.... دوڑتے دوڑتے مرا جا رہا ہوں لیکن ابھی تک تو ان دھاریوں کے مٹ جانے کے آثار نظر نہیں آئے۔"

"آپ سچ مچ بڑی دشواری میں پڑ گئے ہیں۔"

"اور مجھے یقین ہے کہ آپ ہی مجھے اس مصیبت سے نجات دلا سکیں گی۔"

"وہ کس طرح....؟"

"یہ تو میں بھی نہیں جانتا....! بس اس یقین کو میری چھٹی حس کی پیداوار سمجھ لیجئے۔!"

"میں فوری طور پر کچھ نہ کہہ سکوں گی۔ ابھی تو مجھے حیرت کے سمندر میں غوطے کھانے دیجئے۔"

"میں نہیں سمجھا۔"

"ارے جناب! کیا یہ کوئی معمولی بات ہے! میں تصور بھی نہیں کر سکتی تھی کہ یہ کوئی انسانی کارنامہ ہو گا۔!"

"پہلے خود مجھے بھی یقین نہیں تھا۔ لیکن آپ میرے جسم پر دھاریاں دیکھ چکی ہیں۔"

"مجھے تو ایسا محسوس ہو رہا ہے جیسے کوئی خواب دیکھ رہی ہوں۔"

سچ مچ ایسا ہی لگ رہا تھا۔ جیسی جاگتی دنیا سے اس کا رابطہ ٹوٹ گیا ہو۔

"اب بتائیے....! میں کیا کروں؟" فیاض کچھ دیر بعد بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔

"میری سمجھ میں نہیں آتا کہ کیا جواب دوں۔"

"اچھی بات ہے تو پھر مجھے اجازت دیجئے۔!" فیاض اٹھ جانے کا ارادہ ظاہر کرتا ہوا بولا۔

"نہیں.... ابھی بیٹھئے....!" اس نے ہاتھ اٹھا کر کہا "میں ابھی سوچ رہی ہوں، ہو سکتا ہے کچھ کر ہی سکوں.... لیکن سنئے.... اگر وہ دوسرا دھاری دار آدمی آپ کے دوست کے قبضے میں ہے تو کیا وہ اسے آپ کے حوالے کر دے گا۔!"

"اسے ایسا کرنا ہی پڑے گا۔"

"کیا وہ بھی کسی سرکاری محکمے سے تعلق رکھتا ہے۔"

"قطعی نہیں.... بس.... غالباً میں نے آپ کو پچھلی ہی ملاقات پر بتایا تھا کہ وہ ایک جگلر ہے۔ ہاتھ کی صفائی دکھا کر پیٹ پالتا ہے۔"

"اگر ایسی بات ہے تو وہ اسے ہرگز واپس نہیں کرے گا۔ کسی دوسرے ملک میں اس کے لاکھوں کما سکتا ہے۔"

"میں بھی اس خدشے میں مبتلا ہوں۔"

"اگر وہ ایک بار بھی میرے سامنے آجائے تو اُسے آپ کی بات ماننی ہی پڑے گی۔" عورت

نے تیقن آمیز لہجے میں کہا۔

"مجھے یقین ہے کہ ایسا ہی ہوگا۔" فیاض نے کہا "آپ پُر اسرار قوتوں کی مالک ہیں۔!"

"نہیں ایسی تو کوئی بات نہیں۔" وہ ہنس کر بولی۔

"یقین کیجئے.... میں نے یہی محسوس کیا ہے۔"

"لیکن اب دوسری بات" وہ ہاتھ اٹھا کر بولی "دوسری طرف وہ لوگ ہیں جنہوں نے آپ کو بیہوش کر کے سڑک کے کنارے ڈال دیا تھا۔ اُن کے بارے میں کیا خیال ہے۔ کیا آپ اس دھاری دار آدمی کو اُن کے حوالے کر دیں گے۔؟"

"میری کچھ سمجھ میں نہیں آتا۔"

"وہ بھی آپ کا دوست ہی تو ہے۔"

"خدا میری مدد کرے.... صحیح راستہ دکھائے۔"

"لیکن ان دھاریوں کو کیا کروں جو میرے جسم پر ہیں۔ اگر یہ آگے بھی بڑھ گئیں تو کیا ہوگا۔!"

"ہاں.... یہ اہم ترین سوال ہے۔"

وہ تھوڑی دیر تک خاموش رہے تھے۔ پھر فیاض نے کہا تھا 'کیا اُن لوگوں کی تلاش شروع کروں!"

"میرا خیال ہے کہ یہ ممکن نہ ہوگا۔"

"ظاہر ہے تبھی تو شیر ہو رہے ہیں" فیاض طویل سانس لے کر بولا تھا۔

"اُن لوگوں نے پھر آپ سے رابطہ قائم کرنے کی کوشش کی تھی....؟"

"ابھی تک تو ایسا نہیں ہوا۔"

"اسکا یہ مطلب ہوا کہ دھاریوں کو مٹا دینے والی تدبیر پر عمل کرنیکا موقع دینا چاہتے ہیں!"

"آخر کہاں تک دوڑوں گا۔ اس کے لئے ویرانوں کی راہ لینی پڑتی ہے۔"

"واقعی آپ بڑی مشکل میں ہیں"....وہ کاغذ اور پنسل سنبھالتی ہوئی بولی۔

"ذرا اپنا اور اپنی والدہ کا نام تو بتایئے۔ میں دیکھوں گی کہ آپ کے لئے کیا کر سکتی ہوں۔!"

"میرا نام فیاض ہے اور والدہ مرحومہ افسر جہاں بیگم کہلاتی تھیں۔"

اس نے پیڈ پر دونوں نام لکھے تھے۔ اور سر اٹھا کر بولی تھی "بد اخلاقی تو مجھ سے بھی سرزد ہوئی تھی جناب! پہلی ملاقات پر میں نے کب آپ سے آپ کا نام پوچھا تھا۔"

"مجھے اس کا بھی ہوش نہیں" فیاض نے کہا۔

"اچھی بات ہے تو پہلے میں آپ کو اپنا نام بتادوں! لوگ مجھے روزالی مہندس کہتے ہیں۔ ماں جرمن تھی اور باپ عرب وہ بڑے پائے کے ریاضی دان تھے۔"

"ذکاوت اور ذہانت آپ کو ورثے میں ملی ہے۔" فیاض اسے تعریفی نظروں سے دیکھتا ہوا بولا۔

پھر وہ کسی قسم کا حساب کرنے میں مشغول ہو گئی تھی۔ تھوڑی دیر بعد سر اٹھا کر بولی۔

"فیاض صاحب! آپ ہوٹل میں رہنا ترک کر دیں.... دوسری بات.... یہ دھاریاں اسی تدبیر سے مٹ سکیں گی جو اُن نامعلوم لوگوں کی طرف سے بتائی گئی ہے۔ تیسری بات ان حالات کا علم کسی تیسرے فرد کو نہ ہونے پائے.... مناسب یہی ہو گا کہ آپ فی الحال اپنی ملازمت سے بھی رخصت حاصل کر لیں۔!"

"رخصت پر تو ہوں۔ چھٹیاں ہی گزارنے کے لئے ادھر آیا تھا اور سارا وان کے جنگلوں میں شکار کا بھی پروگرام تھا۔ بہر حال ان خصوصی حالات کا علم آپ کے علاوہ اور کسی کو نہیں۔ ظاہر ہے کسی کو کیسے بتا سکتا ہوں کہ ویسی ہی دھاریاں میرے جسم پر بھی موجود ہیں۔" اس نے ہاتھ اٹھا کر خاموش رہنے کا اشارہ کیا تھا اور پھر کچھ لکھنے لگی تھی۔

تھوڑی دیر بعد سر اٹھائے بغیر بڑبڑائی "مغرب کی طرف.... کھجور کا ایک درخت بھی ہے۔ شیر کا مجسمہ بھی.... لہلہاتی ہوئی سرخی.... خداوندا....!"

اس نے آنکھیں بند کر لیں۔ فیاض اسے حیرت سے دیکھے جا رہا تھا، لیکن کچھ بولا نہیں۔

تھوڑی دیر بعد روزالی نے سر اٹھایا تھا اور اسے خواب ناک آنکھوں سے دیکھنے لگی۔

فیاض کا دل بہت زور سے دھڑکا اور بند ہوتا ہوا سا محسوس ہونے لگا۔

"میں آپ کو کوئی نقصان نہیں پہنچنے دوں گی۔ نپٹ لوں گی اُن سبھوں سے بالکل فکر نہ کیجئے۔"

فیاض نے جواب میں کچھ کہنا چاہا.... ہونٹ ہلے تھے لیکن آواز نہ نکلی.... اس کی آنکھیں... خدا کی پناہ.... عجیب سا نشہ فیاض کے ذہن میں منتقل کر رہی تھیں اور اسے ایسا محسوس ہو رہا جیسے اس کی آواز کہیں بہت دور سے آ رہی ہو۔

"ہوٹل چھوڑ دیجئے۔"

"جی بہت بہتر....!"

"اگر آپ چاہیں.... تو یہاں میرے ساتھ بھی رہ سکتے ہیں۔"

"بہت بہت.... شکریہ.... آج ہی ہوٹل چھوڑ دوں گا۔"

"میں نے سمت کا پتہ لگا لیا ہے۔ ان کی قیام گاہ کی کچھ نشانیاں بھی سامنے آئی ہیں آپ سمجھ رہے ہیں نا۔"

"جی میں نہیں سمجھا۔"

"میں اُن لوگوں کی بات کر رہی ہوں جنہوں نے آپ کو پکڑا تھا.... وہ یہاں سے مغرب کی جانب رہتے ہیں۔ کھجور کا ایک درخت بھی دکھائی دیا ہے.... اور ایک شیر جو غالباً مجسمہ ہو گا اور لہریں.... لیتا ہوا سرخ رنگ۔!"

"لہریں لیتا ہوا سرخ رنگ....!" فیاض نے حیرت سے کہا۔

"جی ہاں، سرخ پھولوں کی کیاریاں بھی ہو سکتی ہیں۔!"

"تو پھر میں تلاش کروں۔!"

"ابھی نہیں... پہلے ہوٹل کی سکونت ترک کیجئے! تاکہ وہ دوبارہ آپ پر ہاتھ نہ ڈال سکیں۔"

"بہت بہتر۔!"

"اور یہاں ان کا تصور تک نہیں پہنچ سکے گا۔ ادھر کا رخ کیا اور فنا ہو گئے۔"

"آپ کا شکریہ ادا کرنے کے لئے میرے پاس الفاظ نہیں ہیں۔!"

"میں کوئی بڑا نیک کام نہیں کر رہی ہوں.... مسٹر فیاض....!" وہ مسکرا کر بولی تھی "اور نہ اسے آپ پر احسان سمجھتی ہوں۔"

"میں نہیں سمجھا۔"

"مجھے اپنی دوسری صلاحیتوں کو بھی آزمانے کا موقع نصیب ہو گیا ہے۔"

"آپ کچھ بھی کہیں میں تو احسان ہی سمجھوں گا۔"

"آپ کی مرضی.... تو پھر آپ یہاں رہنے کے لئے کب آرہے ہیں۔"

"ابھی اور اسی وقت۔!"

"آپ کے ساتھ اور کون ہے....؟"

"میرا ایک دوست جو شکار والی پارٹی میں شامل تھا۔"

"اس سے آپ کیا کہیں گے۔"

"اسے معلوم ہی نہ ہو سکے گا کہ میں کب کہاں چلا گیا۔"

"یہی مناسب ہو گا.... کسی تیسرے کو اس کا علم ہو جانا آپ کے حق میں بہتر نہ ہو گا ستارے یہی کہہ رہے ہیں۔"

فیاض اجازت طلب کر کے اٹھ گیا تھا۔

سر سلطان کو دھاری دار آدمی کی درندگی کا علم ہوا تھا تو ششدر رہ گئے تھے۔ یہ بات صرف انہی کی ذات کے لئے سائیکو مینشن کی حدود سے باہر نکلی تھی۔

ادھر وہ آدمی پھر پہلے ہی کی طرح پر سکون اور دوسروں کا تابعدار ہو گیا تھا۔ جو کہا جاتا وہی کرتا۔ لیکن عمران اب اس کی طرف سے غافل نہیں تھا۔ ایسے انتظامات کر لئے تھے کہ وہ کسی دوسرے کو گزند نہ پہنچا سکے۔ ویسے اس کی بدلتی ہوئی ذہنی کیفیت سے متعلق چھان بین بھی کئی ماہرین نے کی تھی۔ لیکن کسی خاص نتیجے پر نہیں پہنچ سکے تھے۔

عمران نے سر سلطان کو فون پر اس کے سلسلے میں اطمینان دلانے کی کوشش کی تھی لیکن وہ اُس سے ملاقات پر مصر رہے تھے۔

"میں نے روز روشن میں اپنی جگہ چھوڑی اور مارا گیا۔" عمران نے انہیں آگاہ کیا۔!

دوسری طرف سے کسی عورت کی آواز آئی "اندھیرے ہی میں سہی۔"

"یہ کون ہے....؟" سر سلطان غرائے۔

"یہی سوال میں کرنے والا تھا۔!" عمران بڑے ادب سے بولا۔

"تم دونوں بیوقوفی کی باتیں کر رہے ہو۔" عورت کی آواز آئی۔

"یہ کیا بیہودگی ہے!" سر سلطان دھاڑے۔

"آپ براہ کرم ریسیور رکھ دیجئے۔" عمران نے کہا "میں ذرا ان سے بات کر لوں۔ شاید یہ پیپل کے درخت والی ہیں۔"

"تم خود بھتنے!" عورت کی آواز آئی۔ ساتھ ہی ریسیور رکھنے کی بھی آواز آئی تھی شاید سر سلطان نے عمران کے مشورے پر عمل کیا تھا۔

"اب تم بھی ریسیور رکھ دو!" عورت کی آواز پھر آئی "تاکہ میں خالہ جان سے بات کرسکوں"

"یہاں کوئی خالہ جان نہیں ہیں۔"

"تم ریسیور رکھ دو نا.... پھر لائن مل جائے گی.... بڑی دیر سے ٹرائی کررہی ہوں، مگر صرف تمہی دونوں کی آوازیں سنائی دیتی ہیں۔"

"میں تو نہیں رکھوں گا ریسیور۔"

"بڑے کمینے معلوم ہوتے ہو.....!"

"ہاں یہی بات ہے۔ اچھا تو پھر۔"

"ریسیور رکھ دونا۔"

"اچھی بات ہے!" عمران نے ریسیور رکھ دیا۔ لیکن فوراً ہی گھنٹی بجی تھی۔ عمران نے ریسیور اٹھالیا۔

"ہیلو.....!"

"ارے تو پھر تم ہی ہو" وہی آواز آئی۔

"نہیں اس بار میں خود کو خالہ جان ہی محسوس کررہا ہوں۔" عمران نے کہا۔ "یہ لوگ لائنوں پر لائنیں بچھاتے چلے جارہے ہیں لیکن کنٹرول کرنے کا سلیقہ نہیں ہے۔"

"تو پھر اب میں کیا کروں۔"

"آج شام کو کیفے قیفقاز میں ملو....."

"بڑے ذلیل معلوم ہوتے ہو۔"

"خدا کرے تمہاری خالہ جان مر جائیں۔ ٹیلی فون ایکس چینج کا تو کچھ بگاڑ نہیں سکتا۔"

"تم خود مر جاؤ۔"

"اس کے باوجود بھی یہ لوگ اپنے دوستوں کی طویل فاصلے والی کالیں تمہارے میٹر سے اٹیچ کر کے تمہارے ٹیلی فون کا بل بڑھاتے رہیں گے۔"

"آخر یہ کیا بکواس ہے۔"

"بکواس نہیں سننا چاہتیں تو ریسیور رکھ دو اور خالہ جان سے بروزِ قیامت ملاقات کرلینا۔"

"خدا غارت کرے تمہیں۔"

اس کے بعد سلسلہ منقطع ہوجانے کی آواز آئی تھی۔ کچھ دیر انتظار کرکے عمران نے دوبارہ

سر سلطان کے نمبر ڈائیل کئے تھے۔ ریسیور کان سے لگایا تو دو عورتوں کی گفتگو سنائی دی۔ اور سر سلطان بھی "ہیلو.... ہیلو۔" کر رہے تھے۔

اس نے ریسیور کریڈل پر پٹخ دیا اور اس طرح چھت کو تکنے لگا جیسے قہر خداوندی کو دنیا کی طرف متوجہ کرنا چاہتا ہو۔

"کیا کوئی گڑبڑ ہے باس" عقب سے جوزف کی آواز آئی۔

"کوئی" عمران نے حیرت سے کہا "ارے سبھی کچھ گڑبڑ ہے۔"

"فون پر کوئی بُری خبر ملی ہے کیا۔"

"دفع ہو جاؤ۔ کیوں میرے سر پر سوار ہو۔"

"سلیمان بہت بور کر رہا ہے۔"

"اب کیا ہے۔"

"مجھ سے کہہ رہا تھا کہ اب تم اپنے کھانے پینے کا اور کہیں انتظام کر لو۔"

"تو پھر تو نے کیا کہا۔"

"میں کیا کہتا باس! سُن کر چپ ہو رہا تھا۔"

"مجھ سے کہنے کی کیا ضرورت ہے۔"

"پھر کس سے کہوں۔ شادی کے بعد بے حد چڑچڑا ہو گیا ہے۔"

"ایک اور کرادوں کیا" عمران نے رازدارانہ لہجے میں پوچھا۔

جوزف کچھ کہنے ہی والا تھا کہ فون کی گھنٹی بجی۔ اس نے بُرا سا منہ بنا کر ریسیور اٹھایا تھا۔

دوسری طرف سے ایک انجانی سی آواز آئی تھی۔ کسی نے اس کا نام لے کر دریافت کیا تھا کہ وہ فلیٹ میں موجود ہے یا نہیں۔

"عمران ہی بول رہا ہے۔" اس نے کہا۔

"کیوں شامت آئی ہے۔!"

"آیا ہی کرتی ہے۔ تم اپنا مدعا بیان کرو۔"

"دھاری دار آدمی کو زیادہ دیر تک اپنے قبضے میں نہ رکھ سکو گے۔ وہ اتنا خطرناک بھی ثابت سکتا ہے کہ تمہیں اسے گولی مار دینی پڑے۔"

"اس تجربے سے گزر چکا ہوں.... لیکن میں تم سے ہرگز نہیں پوچھوں گا کہ تم کون ہو۔"

"کس تجربے سے گزر چکے ہو۔"

"وہ ایک بار بے حد خطرناک ہو کر پھر پُر سکون ہو چکا ہے۔"

"تفصیل سے بتاؤ۔" دوسری طرف سے بولنے والے کا لہجہ پر اشتیاق تھا۔

"مفت میں تمہاری معلومات میں اضافہ نہیں کروں گا۔"

"آخر چاہتے کیا ہو؟"

"پانچ لاکھ روپوں میں معاملہ طے ہو سکتا ہے۔"

"کسی اور کو بیوقوف بنانے کی کوشش کرنا۔ میں اچھی طرح جانتا ہوں کہ تم بلیک میلر نہیں۔"

"ضرورت ایجاد کی ماں ہوتی ہے۔ میں اپنی محبوبہ کی والدہ کو سوئٹزر لینڈ لے جا کر اُس کا علاج کرانا چاہتا ہوں۔"

"کبھی تمہارے باپ کو بھی محبوبہ نصیب ہوئی تھی۔"

"پوچھ کر یہ بھی بتا سکتا ہوں۔"

"عمران ہوش میں آ جاؤ.... ورنہ تمہارے خاندان والے بھی پچھتائیں گے۔"

"وہ تو میری پیدائش کے بعد ہی سے پچھتاتے چلے آ رہے ہیں۔"

"تمہیں صرف چوبیس گھنٹے کی مہلت دی جاتی ہے۔ اسے ہمارے حوالے کر دو۔ ورنہ پوری عمارت بم سے اڑا دی جائے گی اور بے شمار خون تمہاری گردن پر ہوں گے۔"

"سوال تو یہ ہے کہ حوالگی کی کیا صورت ہوگی۔"

"وہ بھی بتا دی جائے گی اگر تم آمادگی ظاہر کرو۔"

"آمادگی ظاہر کرنے کا کیا طریقہ ہوگا۔"

"میرا خیال ہے کہ تم اپنا اور میرا وقت ضائع کر رہے ہو۔"

"یہی بات اُلٹ کر بھی کہی جا سکتی ہے۔ لیکن میں نے وہ سوال سنجیدگی سے کیا تھا۔ کیونکہ بے شمار خون اپنی گردن پر نہیں لینا چاہتا۔ کیا اسے داراب ہاؤس ہی پہنچانا ہے۔"

"داراب ہاؤس کیوں....؟"

"اسے وہیں تو لے جایا جا رہا تھا۔"

"داراب ہاؤس کے سرونٹس کوارٹرز میں.... داراب ہاؤس کے مالک کو اس سے کوئی سروکار نہیں.... لیکن اب ہمارا وہ آدمی سرونٹس کوارٹرز میں نہیں ہے۔ اُس دھماکے کے بعد سے اس نے وہ جگہ چھوڑ دی تھی۔ اور شاید اس دھماکے کے ذمہ دار بھی تمہی تھے۔"

"ان باتوں کو چھوڑ کر معاملے کی بات کرو۔" عمران نے طویل سانس لے کر کہا۔

"جہاں کہا جائے اُسے پہنچا دو۔"

"ارے نام بھی تو لو جگہ کا۔"

"نام بھی بتا دیا جائے گا۔ لیکن اس سے پہلے میری ایک بات سنجیدگی سے سن لو.... تم چاہے اپنے ساتھ سادہ لباس میں پوری بٹالین لے کر آؤ۔ ہوگا وہی جو ہم چاہیں گے۔"

"میں ایسی حماقت ہرگز نہیں کروں گا۔"

"اور میری کال ٹریس کرنے کے باوجود بھی تم مجھ تک نہیں پہنچ سکو گے۔"

"اس ایکس چینج سے کہیں کال ٹریس ہو سکتی ہے۔ احمقانہ خیال ہے۔"

"خیر... تو تم اسے برقعے میں لاؤ گے۔ تم گاڑی ڈرائیو کرو گے اور وہ اس گاڑی میں تنہا ہوگا۔"

"لیکن اگر میری واپسی نہ ہوئی تو میں کس سے فریاد کروں گا۔"

"تمہاری واپسی کی پوری پوری ضمانت دی جائے گی۔"

"چلو میں نے یقین کر لیا۔ جگہ بتاؤ۔"

"ابھی نہیں۔ آٹھ بجے شب کو تمہیں مطلع کر دیا جائے گا۔"

"پانچ لاکھ کی کیا رہی۔"

"کیوں بکواس کر رہے ہو۔"

"مفت تو.... ناممکن ہے پیارے۔"

"شائد سچ مچ تمہاری موت ہی آگئی ہے۔"

"تب تو پھر تمہیں ایک پیسہ بھی نہیں صرف کرنا پڑے گا۔ لیکن میری موت کے بعد تم دھاری دار آدمی کی پرچھائیں تک نہ دیکھ سکو گے۔ وہ جہاں بھی ہے وہیں رہ جائے گا۔ میرے علاوہ اور کوئی نہیں جانتا کہ وہ کہاں ہے۔ اور اس عمارت کو جب دل چاہے بم سے اڑا دینا سخت نالائق قسم کے لوگ آباد ہیں۔ پچھلے دنوں میرا نلکا کٹ گیا تھا تو سب مجھ پر ہنستے تھے۔"

"جہنم میں جاؤ۔" دوسری طرف سے کہا گیا اور سلسلہ منقطع ہو گیا۔

عمران ریسیور کریڈل پر رکھ کر مڑا۔ جوزف اب بھی وہیں موجود تھا۔

"کون بم سے کس عمارت کو اڑائے گا۔" اس نے متحیرانہ لہجے میں پوچھا۔

"ارے تو اب تک یہیں موجود ہے۔"

"پیٹ کا مسئلہ ہے باس....! وہ مجھے کھانا نہیں دے گا تو میں کیا کروں گا۔"

"چوبیس گھنٹے بعد نہ پیٹ رہے گا اور نہ اس کا کوئی مسئلہ کیونکہ چوبیس گھنٹے بعد یہ عمارت بم سے اڑا دی جائے گی۔"

"نہیں....!" جوزف اُچھل پڑا۔

عمران نے ریسیور اٹھایا تھا اور پھر رکھ دیا تھا۔ پتا نہیں کسے فون کرنے کا ارادہ ملتوی کر دیا تھا۔

"میں نہیں سمجھا تم کیا کہہ رہے ہو باس۔"

"کچھ بھی نہیں.... بھاگ جاؤ....!" اس نے کہا۔

جوزف کے چلے جانے کے بعد اُس نے سر سلطان کے نمبر ڈائیل کئے تھے۔ دوسری طرف سے فوراً ہی جواب ملا تھا۔

"لائن کلیئر ہے۔" عمران بولا "اب فرمایئے۔"

"رحمان صاحب کو تمہاری تلاش ہے۔!"

"لیکن شاید اب لاش ہی ملے۔ کیونکہ چوبیس گھنٹے بعد پوری عمارت بم سے اڑا دی جائے گی۔"

"کیا بک رہے ہو۔!"

"صحیح عرض کر رہا ہوں۔ ابھی ابھی دھمکی ملی ہے۔" عمران نے کہا کچھ دیر قبل آنے والی کال کے بارے میں تفصیل دہراتا ہوا بولا "اب دیکھنا ہے کہ رحمان صاحب کیا کر لیتے ہیں۔!"

"تم نے الجھن میں ڈال دیا ہے۔"

"تو پھر واپس کر آؤں اُسے۔ شاید آٹھ بجے شب کو پھر اس کی کال آئے گی.... اور ہاں ڈیڈی کو قطعی نہ بتایئے گا کہ میں فلیٹ میں موجود ہوں۔!"

"مل لینے میں کیا حرج ہے۔!"

"آپ یہ کیوں بھول جاتے ہیں کہ وہ میرے ہی باپ ہیں.... دھاری دار لاش اُن کے محکمے

کے آدمی نے دریافت کی تھی لہذا کیس ان کے محکمے کا بن گیا۔"

"خیر اسے چھوڑو.... اس دھمکی سے متعلق کیا سوچ رہے ہو۔"

"آٹھ بجے والی کال ریسیو کرنے کے بعد بتاؤں گا۔"

"بہت محتاط رہنا۔!"

عمران نے کچھ کہے بغیر ریسیور کریڈل پر رکھ دیا تھا.... اس کی آنکھوں میں گہری تشویش کے آثار نمایاں تھے۔ بات ایک دھاری دار لاش سے شروع ہوئی تھی۔ وہ وانگ لین کی لاش تھی۔ پھر وہ وانگ لین کی لاش نہیں تھی.... اگر نہیں تھی تو اُسے وانگ لین کی لاش تسلیم کرا لینے کا کیا مقصد ہو سکتا تھا.... اُدھر اُسی سفارت خانے کے فرسٹ سیکریٹری کی بیوی دوسرے دھاری دار زندہ آدمی کے معاملے میں بھی ملوث نظر آئی ہے۔ اور اُسی عورت نے یہ شوشہ بھی چھوڑا تھا کہ وہ وانگ لین کی لاش تھی۔ اب دیکھنا یہ تھا کہ سفیر ہی اس کھیل کا مرکزی کردار تھا یا فرسٹ سیکریٹری کی بیوی متوہاشی انفرادی طور پر کوئی حرکت کر بیٹھی تھی.... سفیر کے ملوث ہونے کا یہ مطلب ہوتا کہ پورا سفارت خانہ ہی کسی خطرناک سازش کا جال بُن رہا ہے۔

عمران کو ایسا محسوس ہوتا تھا جیسے کئی کہانیاں آپس میں گڈمڈ ہو کر رہ گئی ہوں! کہاں وہ سفارت خانہ اور کہاں داراب ہاؤس.... البتہ کاسموفیگ کمپنی جو سائنسی آلات کا بیوپار کرتی تھی کسی حد تک سفارت خانہ سے رابطہ رکھ سکتی تھی۔ کیونکہ جس ملک کا وہ سفارت خانہ تھا۔ وہاں بہت اعلیٰ درجے کے سائنسی آلات تیار کئے جاتے تھے اور وہاں سے آلات امپورٹ کرنے کے سلسلے میں کمپنی سفارت خانے سے بھی رابطہ رکھ سکتی تھی۔ لیکن داراب ہاؤس میں سانپوں کی کھالوں کا تاجر رہتا تھا۔

کچھ دیر پہلے کسی نامعلوم آدمی کی فون کال دھمکی بھی ہو سکتی تھی اور اس کا مقصد یہ بھی ہو سکتا تھا کہ سانپوں کے تاجر کو شبہے سے بالاتر قرار دیا جائے۔ اسی لئے دھاری دار آدمی کے بارے میں گفتگو کرتے ہوئے سرونٹس کوارٹرز کا حوالہ دیا گیا تھا۔ یعنی داراب ہاؤس کے مکین کی لاعلمی میں اس کا کوئی ملازم کسی سازش میں ملوث ہو گیا تھا اور اب وہ ملازم بھی وہاں نہیں تھا۔

بہر حال شروعات داراب ہاؤس ہی سے ہونی چاہئے اور اس طرح کہ باضابطہ کارروائی معلوم ہو! اس کام کے لئے کیپٹن فیاض ہی زیادہ موزوں ثابت ہوتا لیکن اس کا تو کہیں پتہ نہ تھا۔ سردار لڈھ کے ہوٹل انٹرنیشنل سے اچانک غائب ہو گیا تھا.... تو پھر اب کیا کیا جائے؟

قریباً آدھے گھنٹے کی سوچ بچار کے بعد اس نے یہی فیصلہ کیا تھا کہ خود ہی باضابطہ کارروائی کرنے والے کا بھی سوانگ رچائے گا۔

ریڈی میڈ میک اپ ناک پر فٹ کیا تھا اور عقبی زینوں سے گلی میں اُتر گیا تھا۔ ایک ٹیکسی لی اور داراب ہاؤس کی طرف روانہ ہو گیا۔ خاصی بڑی عمارت تھی۔ ہرا بھرا پائیں باغ بھی موجود تھا لیکن پہلی نظر پڑتے ہی عجیب سی ویرانی کا احساس ہوتا تھا۔

پھاٹک پر "داؤد سرجن" کے نام کی تختی لگی ہوئی تھی۔ اس نے اپنا کارڈ اندر بھجوایا۔ اور جلد ہی بلوالیا گیا۔ کیونکہ یہ کارڈ سپیشل پولیس کے کسی انسپکٹر کے نام کا تھا۔

نشست کے کمرے کی سجاوٹ مرعوب کُن تھی.... بہت قیمتی سامان آرائش استعمال کیا گیا تھا.... وہ آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر چاروں طرف دیکھتا رہا۔

تھوڑی دیر بعد ایک دراز قد آدمی کمرے میں داخل ہوا تھا۔ عمران اٹھ گیا۔

"تشریف رکھئے جناب....! کیسے تکلیف فرمائی۔" اس نے مصافحہ کئے بغیر سوال کیا تھا اور بیٹھ گیا تھا۔ آنکھوں سے غائب دماغی مترشح تھی اور کسی قدر اعصاب زدہ بھی لگتا تھا۔ عمر پچاس اور ساٹھ کے درمیان رہی ہو گی۔ چارلی چپلن ٹائپ کی سفید مونچھیں تھیں اور چندیا صاف۔

"کیا حال ہی میں آپ کا کوئی ملازم غائب ہو گیا ہے۔" عمران نے سوال کیا۔ داؤد بُری طرح چونکا تھا اور اسے غور سے دیکھتے ہوئے بولا تھا "لیکن میں نے تو رپورٹ نہیں درج کرائی۔"

"یہ آپ کا فعل تھا۔ ہماری بات دوسری ہے۔" عمران نے کہا۔

"میں نہیں سمجھا جناب....!"

"ہو سکتا ہے آپکو اپنے نقصان کی پرواہ نہ ہو۔ لیکن وہ کچھ اور لوگوں کو بھی نقصان پہنچا چکا ہے۔"

"تو اس میں میرا کیا قصور ہے۔"

"میں نے کب کہا ہے۔"

"پھر بھی اسپیشل پولیس کا اس طرح آنا.... میں دل کا مریض ہوں۔ میرے لئے خطرناک ثابت ہو سکتا ہے۔"

"اُسکے بارے میں پوچھ گچھ کرنی ہے۔ آپ پر تو کوئی الزام نہیں آپ خواہ مخواہ پریشان ہو گئے۔!"

"واہ جناب.... دیکھنے والوں نے کیا سمجھا ہو گا۔"

"نہ میں اس وقت وردی میں ہوں اور نہ میری پیشانی پر اسپیشل پولیس لکھا ہوا ہے۔"

"لفظ پولیس میری کمزوری ہے۔ کہیں یہ لفظ لکھا ہوا بھی دیکھتا ہوں تو پیٹ سے ایک گولا اٹھ کر حلق میں جا اٹکتا ہے.... جاسوسی ناول تک نہیں پڑھ سکتا۔"

"مجھے افسوس ہے جناب۔" عمران نے بے حد نرم لہجے میں کہا "اب کچھ کارڈ بجن طبلہ نواز کے بھی چھپوا رکھوں گا۔"

"دیکھئے جناب ناراض ہونے کی ضرورت نہیں۔ میں نے آپکو اپنی فطرت سے آگاہ کیا تھا۔"

"ناراضگی کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔"

"جو آپ نے طبلہ نواز کہا تھا۔"

"غلط نہیں کہا تھا۔ بجن عرفیت اور اچھا خاصا طبلہ بھی بجا لیتا ہوں۔"

"خوب.... خوب.... تب تو آپ بہت دلچسپ آدمی ہیں۔"

"آپ کا ملازم کتنا پرانا تھا۔"

"بس چار ماہ سمجھ لیجئے.... جی ہاں چار ماہ پہلے آیا تھا۔"

"حلقے کے تھانے میں اُس کا رجسٹریشن تو کرایا ہی ہوگا۔"

"جی نہیں.... کون روز روز دوڑتا پھرے.... لوگ آتے ہی جاتے رہتے ہیں۔"

"حالانکہ اصولاً یہ ہونا چاہئے تھا۔!"

"جناب.... جناب میں نے کب شکوہ کیا ہے تھانے والوں سے۔"

"یہاں اس نے اپنا کیا نام بتایا تھا۔" عمران نے داؤد کو غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"سرفراز۔"

"خوب" عمران سر ہلا کر بولا "تو وہی معلوم ہوتا ہے۔ اب ذرا اُس کا حلیہ تو بتائیے۔"

"کیوں؟ آپ کو حلیہ تو معلوم ہی ہونا چاہئے۔ ورنہ پھر آپ کس کی تلاش میں آئے ہیں۔"

"آپ میرا مطلب نہیں سمجھے۔ وہ ناموں کے ساتھ شکلیں بھی بدلتا رہتا ہے، میک اپ کا ماہر ہے۔"

"ہوا کرے.... لیکن نہ وہ اپنے قد میں تبدیلی کر سکتا ہے اور نہ جسامت میں۔"

عمران کے کان کھڑے ہو گئے تھے۔ اس نے رازدارانہ لہجے میں آہستہ سے پوچھا "کیا بہت لمبا اور دبلا تھا۔"

"اب مجھ سے پوچھنے کی کیا ضرورت ہے۔ جب آپ جانتے ہیں.... میں نے بغیر ہڈی کا آدمی پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا۔"

عمران طویل سانس لے کر رہ گیا۔ پھر اس نے آہستہ سے پوچھا تھا "کہیں وہ اب بھی تو اُسی عمارت میں موجود نہیں ہے۔!"

"جی میں نہیں سمجھا۔" داؤد چونک پڑا۔

براہِ راست یہ سوال نہیں کرنا چاہیئے تھا۔ عمران نے سوچا اور موضوع بدلنے کے لئے بولا۔

"آپ تو سانپوں کی بے شمار اقسام سے واقف ہوں گے۔"

"کیوں نہیں....! مجھے واقف ہونا ہی چاہیئے۔ بچپن ہی سے سانپوں کے چکر میں پڑا ہوں۔"

"خود بھی پکڑتے ہیں سانپ۔"

"شوقیہ.... کبھی کبھی.... ورنہ اب یہ کام تو میرے ملازمین کرتے ہیں۔"

"کبھی کبھی حادثے بھی ہوتے ہوں گے۔"

"کیسے حادثے....؟"

"مطلب یہ کہ پکڑنے والوں کو سانپ ڈس بھی لیتے ہوں گے۔"

"دس بار ڈسیں تب بھی اُن کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔"

"میں نہیں سمجھا۔"

"میرے فیلڈ ورکر پیشہ ور سپیرے نہ ہونیکے باوجود بھی سانپوں کے زہر سے محفوظ رہتے ہیں۔"

"کمال ہے.... آخر کس طرح۔!"

"میں نے انہیں زہر پروف بنا دیا ہے۔ سانپ ہی کا نہیں، کسی قسم کا زہر اُن پر اثر انداز نہیں ہو سکتا۔!"

"حیرت انگیز.... میں پہلی بار ایسی کوئی بات سُن رہا ہوں۔"

"صرف ایک ہفتے میں آپ کو بھی اس قابل بنا سکتا ہوں کہ آپ زندگی بھر کے لئے زہروں سے محفوظ ہو جائیں۔!"

"کیسے کیسے باکمال لوگ پڑے ہوئے ہیں اس ملک میں.... لیکن انہیں کوئی جانتا تک نہیں۔" عمران نے اپنے لہجے میں درد پیدا کرتے ہوئے کہا۔

"یہاں کسے پرواہ ہے....!" داؤد بگڑ کر بولا۔

"واقعی باکمالوں کو اس کی پرواہ نہیں ہوتی۔!"

"چلئے.... میں آپ کو اپنی تجربہ گاہ دکھاؤں.... لاکھوں روپے صرف کئے ہیں اس پر.... مختلف سانپوں کے کراس سے نئی نئی اقسام پیدا کی ہیں۔ میری ایکسپورٹ کی ہوئی کھالیں غیر ممالک میں اپنا الگ مقام رکھتی ہیں۔!"

"تب تو مجھے یقین ہے....!" عمران کچھ کہتے کہتے رُک گیا۔

داؤد اسے استفہامیہ نظروں سے دیکھے جارہا تھا۔ عمران نے طویل سانس لی اور اسطرح منہ چلانے لگا جیسے کسی چیز کا ذائقہ یاد آگیا ہو۔ داؤد کی آنکھوں میں جھنجھلاہٹ کے آثار دکھائی دیئے تھے۔!

"جملہ فوراً پورا کردیا کیجئے" اُس نے ناخوش گوار لہجے میں کہا۔

"پورا تو کردوں.... لیکن آپ اُس کا اعتراف نہیں کریں گے۔"

"کیا آپ غیب داں ہیں....!" داؤد کی جھنجھلاہٹ بڑھتی جارہی تھی۔

"خیر تو سنئے.... آپ ہرگز اعتراف نہیں کریں گے کہ سرفراز آپ کو کسی معاملے میں بلیک میل کرنے کی کوشش کرتا رہا ہے۔"

"نن... نہیں... داؤد لرز کر رہ گیا... اسکے تیکھے خطوط دفعتاً ڈھیلے پڑ گئے تھے خوف زدہ نظروں سے چاروں طرف دیکھے جارہا تھا.... عمران نے بغلی ہولسٹر پر ہاتھ رکھ لیا پھر آہستہ سے بولا "آپ کو خوف زدہ ہونیکی ضرورت نہیں! میں ہرگز یہ معلوم کرنیکی کوشش نہیں کرونگا کہ وہ کس معاملے میں آپکو بلیک میل کرنیکی کوشش کررہا تھا۔ مجھے تو صرف اُسکی ذات سے دلچسپی ہے۔!"

اچانک داؤد زور زور سے چیخنے لگا "آپ تشریف لے جاسکتے ہیں۔ یہاں کوئی سرفراز نہیں رہتا۔ کیا ثبوت ہے آپ کے پاس کہ یہاں کبھی کوئی سرفراز ملازم بھی رہا ہے۔"

"ناراض ہونے کی ضرورت نہیں۔" عمران اٹھتا ہوا بولا "میں جارہا ہوں۔"

"نہیں... بھتیجے!" عقب سے آواز آئی "بڑی مشکل سے پھنسے ہو۔ اب واپسی ناممکن سمجھو۔!"

عمران نے صرف ٹھنڈی سانس لی تھی۔ مڑ کر نہیں دیکھا تھا۔ دھپ سے صوفے پر بیٹھ گیا۔ اور اس طرح چھت کی طرف دیکھنے لگا جیسے وہ آواز اوپر سے آئی ہو.... ہزاروں میں پہچانی جانے والی آواز تھی۔

داؤد آنکھیں بند کر کے صوفے کی پشت گاہ سے ٹک گیا تھا۔ سانس پھول رہی تھی۔

"داؤد....!" آواز پھر آئی "اس کے بغلی ہولسٹر سے ریوالور نکال لو۔"

"تم خود نکال لو.... میں کسی پولیس والے کو ہاتھ لگانا پسند نہیں کرتا۔" داؤد نے آنکھیں کھولے بغیر کہا۔

"بیوقوف بنانے کی کوشش کر رہا تھا۔ پولیس والا نہیں میرا بھتیجا ہے۔"

"یہی تو میں سوچ رہا تھا کہ پولیس والے بھی اتنے صورت حرام نہیں ہوتے۔ تمہارا ہی کوئی رشتے دار لگ رہا ہے۔"

"بکواس مت کرو.... اٹھو اور ریوالور نکال لو۔"

عمران بیٹھا ٹانگیں ہلاتا رہا.... اس نے ریوالور نکالنے کی کوشش نہیں کی تھی۔ اس نے داؤد کو اٹھتے دیکھا لیکن خود اُس کی پوزیشن میں کوئی تبدیلی نہ ہوئی۔ البتہ جیسے ہی اس نے اس کی طرف قدم بڑھایا تھا۔ سیدھا بیٹھتا ہوا بولا تھا۔ "آپ اس چکر میں نہ پڑیئے داؤد صاحب بہتر یہی ہوگا کہ آپ یہاں سے چلے جایئے۔"

"تم میرے نشانے پر ہو بھتیجے۔ زیادہ چالاک بننے کی کوشش اندوہناک ثابت ہوگی۔"

"میرا ریوالور جہاں ہے! وہیں رہے گا! تم سے دو دو ہاتھ کرنے میں مجھے ہمیشہ لطف آیا ہے۔" عمران نے اپنے دونوں ہاتھ اوپر اٹھاتے ہوئے کہا تھا اور داؤد کو آنکھ ماری تھی۔

"یہ کیا بدتمیزی ہے۔" داؤد بھنا کر بولا۔

"آپ یہاں کھڑے ہی کیوں ہیں چلے جایئے۔!"

"مجھے تمہارے مشورے کی ضرورت نہیں اگر تم واقعی اس کے بھتیجے ہو۔!"

"تو یہی تمہیں بلیک میل کرتا رہا ہے۔"

"میں تمہاری کسی بات کا جواب نہیں دے سکتا۔" داؤد نے بُرا سا منہ بنا کر کہا۔

ٹھیک اُسی وقت عمران کی گردن میں کوئی باریک سی نوکیلی چیز چبھی تھی اور وہ سسکاری لے کر ڈھیلا پڑ گیا تھا۔ اور پھر بیہوش ہو جانے سے قبل ہی اُسے احساس ہو گیا تھا کہ وہ کسی ڈارٹ گن سے نکلا ہوا بیہوشی کا انجکشن تھا۔ وار کر گیا تھا چچا۔

سارجنٹ نیمو ایک کھلنڈرا سا نوجوان تھا۔ اور اس نے تنویر کی جگہ لی تھی۔ تنویر کو فیلڈ ورک سے ہٹا کر آفس جاب دے دیا گیا تھا اور وہ اُس سے مطمئن تھا۔ علامہ دہشت والے کیس میں اُسے جو چوٹیں آئی تھیں انہوں نے اُسے دوڑ دھوپ کے قابل نہیں رہنے دیا تھا۔

سارجنٹ نیمو انٹر سروسز انٹیلی جنس سے آیا تھا اور جلد ہی اپنے ساتھیوں میں خاصا مقبول ہو گیا تھا۔ ذہین بھی تھا اور بے جگر بھی، آنکھیں بند کر کے احکامات کی تعمیل کرتا تھا۔ اس وقت وہ بھی صفدر کے ساتھ تھا۔ جب صفدر نے عمران کو داراب ہاؤس میں داخل ہوتے دیکھا تھا۔

داراب ہاؤس کی نگرانی کی جا رہی تھی۔ ڈیوٹیاں بدلتی رہتی تھیں۔ صفدر عمران کے ریڈی میڈ میک اپ سے واقف تھا۔ لیکن سارجنٹ نیمو نے اسے دیکھتے ہی کہا تھا "کیسے کیسے خبیث صورت لوگ اس عمارت سے وابستہ ہیں۔"

صفدر اُس کے ریمارک پر کچھ نہیں بولا تھا۔ بولتا بھی کیا۔ نیمو کے فرشتوں کو بھی علم نہیں تھا کہ وہ کون ہے۔

نیمو اپنی پاکٹ بک نکال کر عمران کا حلیہ لکھنے لگا۔ پھر تھوڑی دیر بعد صفدر سے پوچھا "ٹیکسی ہی سے آیا تھا نا۔"

"ہاں.... اور ٹیکسی کا نمبر تھا ایکس وائی زیڈ گیارہ سو پچاس ٹیکسی ڈرائیور پٹھان تھا۔ ملیشیا کے شلوار سوٹ میں ملبوس۔"

"بڑی بھیانک یادداشت ہے تمہاری۔"

"تمہاری بھی ہونی چاہئے۔"

"میں تو بسا اوقات اپنی محبوبہ کا نام تک بھول جاتا ہوں۔"

"بہتیری ہوں تو یہی ہوتا ہے۔"

"ایسی قسمت کہاں.... صرف اٹھائیس بار محبت کر سکا ہوں۔"

"چلو یہی غنیمت ہے کہ تعداد تو یاد رہ گئی۔"

"تم سب لوگ بے حد خشک لوگ ہو۔ میں نے تم میں سے کسی کو بیئر تک پیتے نہیں دیکھا۔"

"بس ایسے ہی ہیں!" صفدر نے لاپرواہی سے شانوں کو جنبش دی۔

"ایک وہ کریک ہیں.... مسٹر علی عمران.... جن کے سر پیر ہی کا پتا نہیں.... کبھی احمق

ہیں تو کبھی ایسا لگتا ہے جیسے پاگل خانے کے محافظوں کو جل دے کر نکل بھاگے ہوں۔ سمجھ میں نہیں آتا کہ ہمارا چیف انہیں کس مرض کی دوا سمجھتا ہے۔"

"خواہ مخواہ اپنا مغز کھپا رہے ہو" صفدر ہنس کر بولا "میاں اپنے کام سے کام رکھو۔"

"لیکن وہ.... ہائے...." نیمو سینے پر ہاتھ مار کر رہ گیا۔!

"اچھا.... کوئی ہائے بھی ہے۔!"

"جولیانا.... کیا چیز ہے....؟"

"تو اس کا یہ مطلب ہوا کہ تم مکمل طور پر تنویر کی جگہ سنبھالنے والے ہو۔!"

"کیا بات ہوئی۔!"

"وہ بھی اُسے ہائے ہی سمجھتا رہا ہے۔!"

"اور آپ حضرات کا کیا ایٹی ٹیوڈ ہے۔!"

"کوئی خاص نہیں.... ہم اسے عورت ہی نہیں سمجھتے.... جیسے ہم ویسے وہ....!"

"لیکن میں.... سینے میں پتھر کا ٹکڑا نہیں رکھتا۔" نیمو نے فخریہ انداز میں کہا تھا۔

"اوہ....!" صفدر چونک کر گھڑی دیکھتا ہوا بولا "خاصی دیر ہوگئی وہ ابھی تک باہر نہیں آیا۔"

"کون! کس کی بات کر رہے ہو....؟"

"وہی جو اندر گیا تھا۔!"

کیا ضروری ہے کہ وہ واپس بھی آئے۔"

"یقیناً کیونکہ اُس کا اس عمارت سے کوئی تعلق نہیں۔!"

"اسکے باوجود بھی وہ جتنی دیر چاہے وہاں ٹھہر سکتا ہے۔ ہم اُسکے شیڈول سے تو واقف نہیں ہیں۔"

"خواہ مخواہ بحث مت کرو۔"

"میں نے اب تک یہی محسوس کیا ہے کہ تم لوگ بولنے کے معاملے میں بھی کاہل ہو۔!"

"پورے دو گھنٹے۔" صفدر کے لہجے میں تشویش تھی۔

نیمو کچھ نہ بولا۔ سگریٹ سلگانے لگا تھا.... صفدر کہتا رہا "کوئی گڑبڑ ضرور ہوئی ہے۔!"

"تم تو اس طرح بات کر رہے ہو جیسے اُس آدمی کو اچھی طرح جانتے ہو۔" نیمو نے کہا۔

"بھائی وہ اپنا ہی آدمی تھا۔!"

"اوہ.... تو تم نے پہلے کیوں نہیں بتایا.... میں جا رہا ہوں۔"

"کہاں....!" صفدر کے لہجے میں حیرت تھی۔

"عمارت کے اندر.... ایسے اوقات میں احتیاط کو بالائے طاق رکھ دیتا ہوں۔"

"ایسی حماقت بھی نہ کرنا۔ ایکس ٹو اسے ہرگز پسند نہیں کرے گا۔"

"کوئی خصوصی ہدایت تو ملی نہیں۔"

"یار بس کہہ دیا کہ یہ ہمارے طریق کار میں شامل نہیں ہے۔"

اتنے میں ایک وین جو چاروں طرف سے بند تھی داراب ہاؤس کے پھاٹک سے برآمد ہوئی۔

"یہ گاڑی میں نے پہلی بار دیکھی ہے.... تم یہیں ٹھہرو....! میں اس کا تعاقب کروں گا۔!" صفدر نے کہا تھا اور اپنی موٹر سائیکل کی طرف بڑھ گیا تھا۔ نیمو جہاں تھا وہیں ٹھہرا رہا۔

قریباً پندرہ منٹ بعد پھر ویسی ہی ایک گاڑی اور برآمد ہوئی تھی۔ نیمو کے کان کھڑے ہوئے.... کہیں وہ پہلی گاڑی محض فریب نہ رہی ہو۔ اگر داراب ہاؤس والوں کو علم تھا کہ ان کی نگرانی کی جا رہی ہے تو وہ ڈوج دینے کے لئے ایسا طریقہ کار اختیار کر سکتے ہیں۔

اس گاڑی کا رخ مخالف سمت میں تھا۔ نیمو نے فیصلہ کیا کہ اسے اس گاڑی کا تعاقب ہر حال میں کرنا چاہئے۔ وہ موٹر سائیکل ہی سے آیا تھا۔

خاصے فاصلے سے تعاقب شروع کیا۔ شہر کی بھری پُری سڑکوں سے گزرتی ہوئی وہ بند گاڑی بالآخر ہائی وے پر آنکلی تھی.... آباد علاقوں تک تو نیمو کو تشویش نہیں ہوئی تھی لیکن جب وہ آگے ہی بڑھتی رہی تھی تو اُسے سوچنا پڑا تھا۔!

پتا نہیں اس سفر کا اختتام کہاں ہو.... اسی دوران میں اگر اُسکی موٹر سائیکل کا پٹرول ختم ہو گیا تو کیا ہوگا۔ وہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ اس بند گاڑی کی منزل شہر سے باہر کہیں ہوگی۔ دن ڈھلے دیر ہوگئی تھی اور اب سورج مغرب میں جھک رہا تھا۔ ہائی وے سنسان نہیں تھی۔ خاصا ٹریفک تھا۔

دفعتاً نیمو نے بند گاڑی کا پچھلا دروازہ کھلتے دیکھا۔! کوئی اُس سے برآمد ہوا تھا اور سرکس کے کسی اداکار کی طرح قلابازی کھا کر گاڑی کی چھت پر پہنچ گیا تھا۔ نیمو کا منہ حیرت سے کھلا اور پھر بند ہو گیا۔ کیونکہ اس نے اتنے فاصلے سے بھی عمران کو پہچان لیا تھا۔

دونوں گاڑیاں اب بھی یکساں فاصلے سے دوڑ رہی تھیں.... ایک جگہ ایک لوڈنگ ٹرک کھڑا

نظر آیا.... شاید اُس میں کوئی خرابی واقع ہو گئی تھی۔ جیسے ہی وین اُس کے قریب پہنچی عمران نے ٹرک پر چھلانگ لگادی.... وین آگے بڑھتی چلی گئی تھی نیمو نے عمران کو ٹرک پر لدے ہوئے کچھ بنڈلوں سمیت ٹرک کی دوسری طرف گرتے دیکھا تھا۔

اُس نے موٹر سائیکل کی رفتار کم کی اور ٹھیک اُسی جگہ جار کا جہاں عمران گرا تھا۔

ٹرک کے تینوں کام کرنے والوں نے عمران کو گھیر لیا۔

"کیا یہ آسمان سے ٹپکا ہے۔" ان میں سے ایک نے کہا۔

عمران اٹھ کر لڑاکا عورتوں کے سے انداز میں ہاتھ نچا کر بولا "نہیں زمین سے اگا ہے ایک تو غلط طریقے سے سامان لادتے ہو اور پھر اوپر سے باتیں بناتے ہو۔!"

"تم آئے کہاں سے....؟" ٹرک والا دھاڑا۔

"اور سنو!" عمران نے نیمو کی طرف دیکھ کر کہا "پیدل چلنے والوں کا یہ حشر کرتے ہیں یہ لوگ۔"

"پیدل.... ٹرک والے نے حیرت سے کہا۔

"اور نہیں تو کیا ہوائی جہاز سے۔!"

دوسرے آدمی نے ٹرک پر لدے ہوئے سامان کی طرف دیکھا اور پھر عمران سے بولا "چوٹ تو نہیں آئی۔"

"آئی بھی ہو گی تو کیا کرلو گے۔ خود بھی تو پڑے ہوئے ہو مصیبت میں۔!"

"آپ کو کہاں جانا ہے مسٹر.... میں پہنچادوں" نیمو نے کہا۔!

"سمندر گوٹھ....!"

"آیئے.... پیچھے بیٹھ جایئے۔!"

"دُم پر بیٹھنا مجھے اچھا نہیں لگتا۔!"

"آیئے تو پھر سر پر سوار ہو جایئے۔!"

"میاں پیدل ہی بھلا.... تم تو ان لوگوں سے بھی زیادہ چڑچڑے معلوم ہوتے ہو۔!"

"تم آخر تھے کدھر ہم نے تو نہیں دیکھا۔" ٹرک والے نے کہا۔

"ادھر سے آرہا تھا۔" عمران بائیں جانب والی ڈھلان کی طرف ہاتھ اٹھا کر بولا۔ "سوچا تم سے پوچھوں مجھے لیتے چلو گے سمندر گوٹھ تک.... لیکن قریب پہنچتے ہی آسمان سر پر ٹوٹ پڑا۔"

"چلئے ختم کیجئے....!" نیمو نے ہاتھ ہلا کر کہا "بیٹھ جایئے.... پیچھے۔!"

"خیر تم بھی کیا یاد کرو گے!" عمران موٹر سائیکل کیطرف بڑھتا ہوا بولا اور کیریئر پر بیٹھ گیا۔

"کیا واقعی سمندر گوٹھ....!" نیمو نے پوچھا۔

"اے نہیں.... جھاؤلی دے رہا تھا.... چلو شہر کی طرف....!"

"راستے میں نیمو نے پوچھا کہ وہ اس وین میں کیا کر رہا تھا...: عمران دانت پر دانت جما کر چیخا

"جھک مار رہا تھا.... لیکن تم کہاں سے آ ٹپکے۔!"

نیمو نے پورا واقعہ دہراتے ہوئے کہا "صفدر سمجھا تھا کہ وہ پہلی وین میں لیجایا گیا ہے۔"

"یہ اُسی کی عقل مندی تھی کہ تمہیں چھوڑ گیا تھا۔ ساتھ نہیں لے گیا۔!"

"اس آدمی کا کیا ہوا.... میں نے تو اُسے کبھی سائیکو مینشن میں نہیں دیکھا۔!"

"میں کیا جانوں وہ کون تھا! میں نے نہیں دیکھا۔ میں تو پچھلی رات سے داراب ہاؤس کے ایک باتھ روم میں مقیم تھا۔ پتا نہیں کس وقت انہوں نے سینتھلک گیس مجھ پر استعمال کر ڈالی۔!"

"آپ کو کہاں لے جا رہے تھے۔!"

"شاید سردار گڑھ .... لیکن میں ایسی بے سر و سامانی کے عالم میں سفر کرنے کا عادی نہیں.... اس لئے بھاگ کھڑا ہوا۔!"

"چوٹ تو نہیں آئی۔!"

"اتنی دیر بعد پوچھ رہے ہو۔!"

"جب سے یہاں آیا ہوں میرا دماغ چکرا کر رہ گیا ہے۔!"

"کیا تکلیف ہے یہاں....!"

"کچھ سمجھ ہی میں نہیں آتا۔"

"تب تو کوئی بہت ہی سخت قسم کی تکلیف معلوم ہوتی ہے۔!"

"تو پھر بتا دوں۔!"

"ضرور ضرور....!"

آپ لوگ اس قدر خشک واقع ہوئے ہیں کہ بیئر تک نہیں پیتے۔!"

"واقعی تکلیف کی بات ہے.... ویسے کیا تم مجھے اپنا ریوالور ادھار دے سکو گے۔!"

"کیوں.... کیوں....؟"

"وہ سانپ غلطی کا احساس ہوتے ہی ضرور پلٹے گا۔ کیونکہ اگلی سیٹ پر وہ بھی موجود تھا۔"

"کس کی بات کرر ہے ہو۔!"

"ہے ایک بے حد خطرناک آدمی.... دراصل میری چیزیں وہ پہلے ہی ہتھیا چکے ہیں۔ پرس تک غائب ہے۔ بالکل قلاش سمجھ لو.... لیکن میں صرف ریوالور ادھار مانگ رہا ہوں۔"

"لے لیجئے.... لیکن وہ خوف ناک شکل والا کون تھا۔ جسے صفدر نے اپنا ہی آدمی کہا تھا۔!"

"میں نہیں جانتا۔!"

"مجھے ریوالور دے کر پٹرول پمپ پر اُتار دینا۔!"

"کیا میرا ساتھ رہنا پسند نہیں ہے۔"

"تمہاری خشکی دور کرنا میرے بس سے باہر ہوگا۔!"

"وہ تو میں نے بر سبیل تذکرہ کہہ دی تھی وہ بات....!"

"ایک نصیحت سُن لو۔!"

"فرمایئے۔!"

"اگر تم پیتے بھی ہو تو کم از کم ایکس ٹو کی ماتحتی کے زمانے میں کبھی اتنی نہ پینا کہ آؤٹ ہو جاؤ۔ جس شخص کی جگہ تم آئے ہو ایک بار اسی خطا پر ایکس ٹو کے ہاتھوں بڑی عبرت ناک سزا پاچکا ہے۔!"

"میں سُن چکا ہوں۔" نیمو نے قہقہہ لگایا۔ پھر کچھ دیر بعد بولا "وہ کلوٹا جوزف تو ہر وقت نشے میں رہتا ہے....!"

"وہ میرا نجی ملازم ہے۔ ایکس ٹو سے کوئی سروکار نہیں رکھتا.... اور میں بھی تم لوگوں کی طرح براہِ راست ایکس ٹو کا ماتحت نہیں ہوں۔! ایک طرح کا کمیشن ایجنٹ سمجھ لو۔ وہ بھی سر سلطان کی مروت میں! ورنہ کہاں میں اور کہاں یہ عقل مندیاں۔!"

"اس کے باوجود میں نے محسوس کیا ہے کہ ایکس ٹو کے بعد آپ کی چلتی ہے۔!"

"لوگ بیوقوف سمجھ کر مجھ سے خواہ مخواہ الجھتے نہیں ہیں۔"

"ایک بات سمجھ میں نہیں آتی۔" نیمو تھوڑی دیر بعد بولا "یہ جولیانا کس مرض کی دوا ہے۔"

"کیا تم نے بھی اسی مرض میں مبتلا ہو جانے کا ارادہ کرلیا ہے۔!"

”نکچڑھی ہے....! میں تو کبھی بات بھی نہیں کرتا۔!“

”کرنا بھی مت.... بڑی ہتھ چھٹ ہے۔!“

”ویسے ہے خوب صورت۔!“

”میں نے کبھی غور نہیں کیا۔“ عمران بولا۔

”آپ لوگوں نے حسن کی طرف سے بھی آنکھیں بند کر رکھی ہیں۔!“

”بالکل غبی ہوں اور انشاءاللہ تم بھی ہو جاؤ گے۔!“

”دیکھا جائے گا۔!“

”اب میں تمہیں ساتھ ہی رکھوں گا.... شاید خشکی بھی رفع کر دوں۔ پٹرول پمپ کے برابر ایک چائے خانہ ہے.... گاڑی گھما کر اس کے عقب میں لے چلو اور وہیں کھڑی کر دو۔!“

نیمو نے اس کے کہنے کے مطابق عمل کیا تھا۔ گاڑی سے اُتر کر عمران چائے خانے کے صدر دروازے کی طرف آیا۔ نیمو ساتھ تھا۔ دونوں اندر داخل ہوئے اور عمران نے کھڑکی کے قریب والی میز منتخب کی، دونوں کھڑکی کی طرف رُخ کر کے بیٹھ گئے۔

”تمہیں اُس وین کی واپسی پر نظر رکھنی ہے۔“ عمران نے نیمو سے کہا ”اُسے اچھی طرح دیکھ چکے ہو۔!“

”نمبر تک یاد ہیں۔!“

”چائے پیو گے یا کافی... لل... لیکن میری جیب تو خالی ہے۔ تمہیں پوچھنا چاہئے مجھ سے۔!“

”مجھے وہ خوف ناک شکل والا آدمی الجھن میں ڈالے ہوئے ہے۔ پتا نہیں اُس پر کیا گزری ہے۔ ہو سکتا ہے وہ اس وین میں ہو جس کے پیچھے صفدر گیا ہے۔!“

”ختم کرو.... سڑک پر نظر رکھو.... ہر شخص جانتا ہے کہ اُسے کیا کرنا ہے۔!“

”آخر وہ آپ کو کہاں لے جا رہے تھے....؟“

”شاید سردار گڈھ....!“

نیمو نے کافی طلب کی تھی اور عمران کی ہدایت کے مطابق ادائیگی فوراً کر دی تھی۔

”ہو سکتا ہے کہ اپنی پیالیاں ختم کئے بغیر ہی اٹھ جانا پڑے۔“ اُس نے کہا تھا۔

”آپ کو اتنا یقین ہے وین کی واپسی کا۔!“

"یہی سمجھ لو..... میں اُن کے لئے اس سلسلے کا اہم ترین آدمی ہوں۔"

عمران کا خیال غلط نہیں تھا۔ دو تین ہی گھونٹ لئے ہوں گے نیمو بول پڑا۔"وہ رہی وہی ہے..... شہر کی جانب.....!"

عمران اٹھ گیا..... دونوں تیزی سے چائے خانے کے عقب میں آئے تھے۔!اور عمران بولا تھا۔"اب تم کیریئر پر بیٹھو گے۔!"

اُس نے گاڑی اسٹارٹ کی!سارجنٹ نیمو اچھل کر کیریئر پر بیٹھ گیا۔

"کیا ریوالور لوڈڈ ہے.....!" عمران نے گاڑی کو سڑک پر ڈالتے ہوئے پوچھا۔ اور جواب اثبات میں سُن کر بولا "لاؤ مجھے دو..... بس چپ بیٹھے رہنا۔!"

بائیں ہاتھ سے ہینڈل سنبھالے ہوئے داہنے سے ریوالور لیا تھااور پھر موٹر سائیکل کی رفتار بتدریج بڑھتی رہی تھی۔

ذرا ہی دیر بعد وین نظر آنے لگی۔

"اب ذرا ہوشیاری سے بیٹھنا..... عمران بولا..... ساتھ ہی وہ دائیں جانب جھکتا چلا گیا تھا۔

پھر فائر ہوا..... نشانہ وین کے ایک پچھلے ٹائر کا لیا گیا تھا۔ ٹائر دھماکے کے ساتھ پھٹااور وین کچے میں اُترتی چلی گئی۔ پہلے تو ایسا لگا تھا جیسے الٹ ہی جائے گی۔ لیکن پھر اُسے بڑی مہارت سے سنبھال لیا گیا تھا۔

موٹر سائیکل آگے نکلتی چلی گئی۔ پھر وہ بھی کچے میں مڑی تھی اور ایک لمبا چکر لیا تھا گولیوں کی بوچھاڑ موٹر سائیکل سے صرف ایک گز کے فاصلے پر پڑتی چلی گئی۔

"برین گن ہے.....!" نیمو بوکھلا کر بولا۔

موٹر سائیکل وین سے بہت دور نکل گئی۔

"اب تو رینج میں نہیں ہیں۔" نیمو نے گہری سانس لے کر کہا۔

"مطمئن رہو..... ہمیں گاڑی سے دور رکھنے کے لئے فائرنگ کی گئی تھی۔ یہاں اس طرح ہوئی سڑک کے کنارے زیادہ بکھیڑا نہیں کریں گے۔!"

"اور قریب بھی نہیں آنے دیں گے.....!" نیمو بولا۔

"تم اُتر جاؤ..... اور یہیں ٹھہرو....." عمران نے کہا!"میں دیکھ لوں گا۔!"

"خودکشی کی اجازت ہرگز نہیں دوں گا۔!"

"تم مجھے اجازت دو گے۔!"

"سوری.... مجھے مشورہ کہنا چاہئے تھا۔!"

"اتنی بدحواسی طاری ہو گئی ہے.... خیر اُترو....!" عمران نے گاڑی روک دی۔

"وہ لوگ ٹھیک ہی کہتے ہیں۔" نیمو اُترتا ہوا بولا۔

"کیا کہتے ہیں....؟"

"یہی کہ آپ کریک ہیں۔!"

عمران نے کچھ کہے بغیر موٹر سائیکل پھر وین کی طرف موڑی تھی۔!

اس بار تو ایسا لگ رہا تھا جیسے وین ہی پر چڑھا دے گا.... لیکن نہ تو برین گن سے فائرنگ ہوئی اور نہ اُس کے آس پاس کوئی دکھائی ہی دیا۔!

وہ وین سے آگے نکل گیا اور پھر گاڑی موڑی.... دور دور تک کسی کا پتا نہیں تھا۔ وین کے قریب پہنچ کر جو کچھ بھی دیکھا نا قابلِ یقین تھا۔

ایک بڑا سا سفید کتا اپنے اگلے پنجوں میں برین گن دبائے اگلی سیٹ پر بیٹھا ہوا تھا۔ اس آدمی کا کہیں پتا نہیں تھا جس کے لئے عمران نے اتنی تگ ودو کی تھی.... پھر وہ موٹر سائیکل اسی سمت لیتا چلا گیا۔ جدھر نیمو کو چھوڑا تھا۔

"کیا ہوا....!" نیمو نے آگے بڑھ کر پوچھا۔

"کچھ بھی نہیں.... اپنے بھائی کو چھوڑ گیا ہے.... خود نکل گیا۔!"

"میں نہیں سمجھا! آپ کیا کہہ رہے ہیں۔!"

عمران کچھ کہنے ہی والا تھا کہ ایک زوردار دھماکے سے زمین ہل گئی۔ وین کے ٹکڑے گہرے دھوئیں کے بادل سے نکل کر فضا میں بلند ہو رہے تھے۔

"بھاگو....!" عمران نے کہا تھا اور نیمو چھلانگ مار کر کیریئر پر بیٹھ گیا تھا۔ موٹر سائیکل سیدھ میں آگے نکلتی چلی گئی تھی۔

وہ پھر اُسی چائے خانے کی طرف پلٹے تھے جہاں سے روانگی ہوئی تھی۔

"تو وہ خطرناک آدمی نکل گیا۔" نیمو نے پوچھا تھا۔

"اُسی طرح جیسے ہاتھ سے مچھلی پھسل جاتی ہے۔!"

"آپ نے بہت بڑا رسک لیا تھا۔!"

عمران کچھ نہ بولا۔

"آخر کیا سوچ کر اس طرح چڑھ دوڑے تھے۔ کیا کرتے....!"

"یار دماغ کی خرابی سمجھ لو۔!"

چائے خانے کے سامنے ہی اس بار موٹر سائیکل روکی تھی۔ لیکن باہر ہی کھڑے رہے تھے۔!

"کان پکڑتا ہوں۔" نیمو عمران کی طرف دیکھ کر بولا۔

"کیا مطلب....؟"

"آپ کے بارے میں جو کچھ بھی سوچتا رہا ہوں سب واپس اور اس کے علاوہ بس کیا بتاؤں۔"

"نہیں ضرور بتاؤ۔"

"لوگوں نے خواہ مخواہ مجھے چڑھا رکھا تھا۔ لیکن میں کتنا بے وقعت ہوں یہ آپ کے توسط سے معلوم ہوا....!"

"تمہاری کوئی بات میرے پلے نہیں پڑ رہی۔!"

"جس زاویے سے آپ نے گاڑی کے پہیے پر فائر کیا تھا کم از کم میں تو اُس کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔"

"کیا رکھا تھا اس میں.... سرکس والے اس سے بہتر مظاہرہ کر جاتے ہیں۔"

"اور پھر چڑھ دوڑے وین پر۔"

"بس تو ختم کرو.... ہاں تو وہ تمہیں بہت اچھی لگتی ہے۔"

"ک.... کون....!"

"جولیانا فٹنر واٹر....!"

"مذاق تھا۔!"

"ہائیں.... اتنے ہی سے جھٹکے میں جمالیاتی حس رخصت ہو گئی۔"

نیمو کچھ نہ بولا۔ اس کے چہرے پر خفت کے آثار تھے۔

"اچھا سنو.... اب تم جاؤ.... ریوالور میرے پاس ہی رہنے دو.... بارہ راؤنڈ اور دے دو۔!"

"آپ پوری پیٹی رکھئے۔"

"یہ اور بھی اچھا ہوگا۔ پرس میں کتنی رقم ہوگی۔!"

"شاید ساڑھے تین سو ہوں گے۔"

"سو روپے دے دو....!"

"سب رکھیے....!"

"نہیں صرف سو روپے۔"

"لیکن آپ کے پاس گاڑی بھی نہیں ہے۔ واپسی کا کیا ہوگا....؟"

"کسی سے لفٹ لے لوں گا۔"

"آپ کی مرضی۔"

عمران وہیں ٹہلتا رہا۔

دھماکہ یہاں بھی سُنا گیا تھا۔ اس لئے آس پاس سنسنی پھیل گئی تھی.... عمران چائے خانے میں آ بیٹھا۔ اُس کا اندازہ تھا کہ وین سے فرار ہونے والا پٹرول پمپ کی طرف ضرور آئے گا۔! حادثے کی جگہ کے آس پاس لفٹ لینے کی کوشش نہیں کرے گا۔ لہذا اُس نے چائے خانے ہی میں بیٹھنا زیادہ مناسب سمجھا.... اس بار کافی کے ساتھ انڈوں کے سینڈوچ بھی منگوائے تھے۔

میز بھی وہی منتخب کی تھی جہاں سے سڑک پر نظر رکھ سکتا۔! اسی دوران میں کچھ اور لوگ بھی وہاں آئے تھے اور انہوں نے کچھ دیر قبل والے دھماکے سے متعلق اونچی آوازوں میں گفتگو شروع کردی تھی۔ شاید وہ جائے حادثہ کے قریب سے گزر کر آئے تھے۔ انکی باتوں سے یہی معلوم ہو رہا تھا۔

لوگ اپنی جگہوں سے اٹھ کر ان کے گرد اکٹھا ہونے لگے۔ عمران کا نہ اٹھنا عجیب سی بات ہوتی۔ لہذا وہ بھی ایک ہاتھ میں سینڈوچ اور دوسرے میں کافی کی پیالی لئے ہوئے ان میں شامل ہو گیا۔

"کوئی گاڑی تھی.... دھماکے سے پھٹ گئی" ایک آدمی کہہ رہا تھا "مگر غنیمت یہی ہے کہ سڑک پر نہیں تھی۔ میدان میں تھی.... پھر بھی گاڑی کے ٹکڑے سڑک پر بھی بکھرے ہوئے ہیں.... کچھ پتا نہیں کتنے آدمی مرے۔"

"آخر گاڑی میں دھماکہ کیسے ہوا۔" کسی نے پوچھا۔! لیکن بتانے والا اسکا کوئی جواب نہ دے سکا۔

اچانک کوئی سخت سی چیز عمران کی کمر میں چبھنے لگی تھی.... اُس نے بڑی احتیاط سے گردن موڑ کر کنکھیوں سے پیچھے دیکھنے کی کوشش کی اور برف کی طرح سرد ہو گیا۔

لمبا آدمی اُس سے لگا کھڑا تھا اور کمر میں چبھنے والی چیز ریوالور کی نال کے علاوہ اور کچھ نہیں تھی۔

عمران کے دونوں ہاتھ پھنسے ہوئے تھے۔ نہ ہوتے تب بھی وہ اس بھیڑ میں کچھ کر گزرنے کی ہرگز نہ سوچتا.... ریوالور کی نال جو کمر سے لگی ہوئی تھی مٹھائی کی گولیاں نہ اُگلتی۔ اور اگر وہ گولیاں اگلتی تو عمران کا ریوالور کب خاموش رہتا۔ پھر گولیاں آنکھوں والی تو ہوتی نہیں کہ صرف متعلقہ افراد ہی تک محدود رہ جائیں۔

ریوالور والے نے بائیں شانے پر دوسرے ہاتھ کا دباؤ ڈال کر دروازے کی طرف مڑنے کا اشارہ کیا تھا۔

عمران نے خاموشی سے تعمیل کی۔ وہ اُس کو اُسی میز پر لے آیا تھا۔ جہاں سے عمران اٹھا تھا۔

"بیٹھ جاؤ... وہ آہستہ سے بولا اور ریوالور عمران کی کمر سے ہٹا کر کوٹ کی جیب میں ڈال لیا۔

عمران چپ چاپ بیٹھ گیا۔

لمبے اور بے حد دُبلے آدمی نے اُس کے مقابل بیٹھتے ہوئے کہا "تم پوری طرح میرے قبضے میں ہو۔ بس یہ سمجھ لو کہ تم مجرم ہو اور میں سادہ لباس میں ایک پولیس آفیسر! یہاں جو لوگ موجود ہیں قانون کے نام پر میرا ساتھ دیں گے۔"

"کافی منگواؤں یا چائے....!" عمران نے چہک کر پوچھا۔

"دوسرا آدمی کہاں ہے۔"

"واپس چلا گیا....! اُسے خون خرابے میں نہیں ڈالنا چاہتا تھا۔"

"تو اُس نے گاڑی کا تعاقب کیا تھا۔"

"تم اصل موضوع پر آجاؤ۔"

"تمہیں ساتھ لے جاؤں گا۔"

"پہلے چائے یا کافی تو پی لو۔"

"اگر تم نے ہنگامہ کرنے کی کوشش کی تو یہ سب تمہیں ماریں گے....! تمہارے پاس پولیس آفیسر کا جو جعلی شناخت نامہ تھا.... اس پر اب میری تصویر موجود ہے اور مہر بھی تمہاری تصویر پر سے اُس پر منتقل ہو گئی ہے۔"

"پکا کام....!" عمران اُسے آنکھ مار کر مسکرایا تھا۔

پھر ویٹر کو آواز دے کر دوسرا کافی پاٹ لانے کو کہا تھا۔

"ایک نہیں چلنے دوں گا بھتیجے۔" لمبے آدمی نے کہا "تم منگواؤ کافی۔"

"میں خود بھی یہی چاہتا تھا کہ پہلے تم سے دو دو باتیں ہو جائیں۔!" عمران نے اُس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا۔

"میں تمہیں اُس آدمی کے بارے میں کچھ بھی نہیں بتاسکوں گا کیونکہ خود بھی کچھ نہیں جانتا۔!"

"اُس آدمی کی بات میں نہیں کروں گا۔ مجھے تو اُس لاش سے سروکار ہے جو ساراوان کے جنگل میں پائی گئی تھی۔"

"اُس کے بارے میں کیا پوچھنا چاہتے ہو۔"

"آخر سفارت خانہ اُسے وانگ لین کی لاش ثابت کرنے پر کیوں تلا ہوا ہے۔"

"اس لئے کہ وہ وانگ لین ہی کی لاش ہے۔"

"ہونق پنے کی باتیں مت کرو۔"

"کیا مطلب....!"

"وانگ لین کے فائیل میں اُس کے فنگر پرنٹس کا کارڈ نہیں مل سکا تھا۔"

"یہ ایسی کوئی بات نہیں۔"

"اسی لئے میں نے ہانگ کانگ سے اُس کے فنگر پرنٹس منگوائے ہیں اور تمہیں یہ سن کر حیرت ہو گی کہ وہ لاش کے فنگر پرنٹس سے مطابقت نہیں رکھتے۔"

لمبے آدمی کی چھوٹی چھوٹی آنکھیں حیرت سے پھیل گئی تھیں۔

"میں غلط نہیں کہہ رہا۔ اسی بناء پر عنقریب پریس کو وہ مضمون دیا جارہا ہے جو سفارت خانہ والوں کے دعوے کی قلعی کھول دے گا۔"

"ٹھہرو بھتیجے....! مجھے سوچنے دو۔" وہ ہاتھ اٹھا کر بولا۔

بیرا دوسرا کافی پاٹ اور کپ لے آیا تھا۔

ویٹر کے چلے جانے پر اُس نے عمران کو گھورتے ہوئے کہا "یہ کسی قسم کا فریب تو نہیں ہے۔"

"یقین کرو.... آج رات کو مضمون پریس پر پہنچ جائے گا۔ دونوں کے فنگر پرنٹس کے عکس بھی ہوں گے۔"

"کیا تم اُسے رکوا نہیں سکتے۔"

"کیوں رکوادوں....!"

"وہ ہوشیار ہو جائیں گے.... اور میں خود کو الو کا پٹھا محسوس کرنے پر مجبور ہو جاؤں گا۔"

"میں تو عرصہ سے تمہیں یہی سمجھتا رہا ہوں" عمران نے برجستہ کہا۔

"اس وقت مذاق کے موڈ میں نہیں ہوں۔"

"کون ہوشیار ہو جائیں گے۔"

"وہی جنہوں نے میرے ساتھ فراڈ کیا ہے۔"

"میں سمجھ گیا.... غالباً تم سفارت خانہ والوں کی بات کر رہے ہو۔!"

"لیکن وہ مزید کچھ کہے بغیر کافی انڈیلنے لگا تھا۔ تھوڑی دیر بعد بولا "تم ہر معاملے میں اپنی ٹانگ کیوں اڑاتے ہو۔"

"اڑنے کی اس طرح عادی ہو گئی ہے کہ مانتی ہی نہیں۔"

"اُس آدمی کو واپس کر دو.... منہ مانگی قیمت دلوادوں گا۔"

"کس سے۔!" عمران نے سوال کیا۔

"فضول باتوں میں مت پڑو۔"

"وہ آدمی یہیں کا شہری ہے! تم لوگوں نے اُس کے ساتھ ایک غیر قانونی حرکت کی ہے۔!"

"ایک حیرت انگیز تجربہ ہے جس سے ساری دنیا کو فائدہ پہنچ سکتا ہے۔"

"اُسے داراب ہاؤس کیوں لے جایا جا رہا تھا۔"

"سب کچھ تو معلوم کر چکے ہو داؤد سے۔"

"یعنی اُسے اسنیک بائٹ پروف بنوانا چاہتے تھے۔"

"ہاں.... یہی مقصد تھا۔!"

"کیا وہ اپنی اصل حالت پر واپس نہیں آسکتا۔"

"ناممکن ہے۔"

"لیکن یہ تو اُسے یاد آ ہی سکتا ہو گا کہ وہ سوڈابائی کا رب نہیں فتح محمد خان ہے۔!"

"یہ بھی ناممکن ہے.... وہ ہمیشہ کے لئے اپنی شخصیت کھو چکا ہے۔"

"تب تو میں تمہیں نہیں بخش سکتا چچا....!"

"مجھ سے الجھ کر دیکھ لو.... یہیں تمہارا قیمہ بن جائے گا۔ اس وقت ٹرمپ میرے ہاتھ میں ہے بھتیجے....!"

"تم کیا کرو گے....؟"

"ریوالور نکال کر تمہارے سینے پر رکھ دوں گا۔ اور ان لوگوں سے کہوں گا کہ تمہاری گرفتاری کے سلسلے میں میری مدد کریں.... شناخت نامہ تو موجود ہی ہے جیب میں۔!"

"یہ بات تو ہے....!" عمران اعتراف میں سر ہلاتا ہوا بولا۔

"بس تو پھر عافیت اسی میں ہے کہ یہاں سے اٹھ کر میرے ساتھ چلو۔"

"کہاں....؟"

"جہاں میں لے جاؤں۔"

"اور اگر میں وہ آدمی تمہارے حوالے کر دوں تو رقم کتنی ملے گی۔"

"تم خود ہی اپنا مطالبہ پیش کرو....!"

"کم از کم تین لاکھ۔"

"زیادہ حرامی پن کی ضرورت نہیں۔" لمبا آدمی اُسے گھورتا ہوا بولا۔

"بس تو پھر بات ختم سمجھو۔"

"بڑی اذیت دے کر ماروں گا۔"

"کئی بار مار چکے ہو۔ اس لئے اس کا بھی عادی ہو گیا ہوں۔"

"تم باز نہیں آؤ گے۔"

"باز آجانا ہوتا تو سرے سے پیدا ہی نہ ہوتا۔"

"اچھی بات ہے تو میں وہی کروں گا جو ابھی کہہ چکا ہوں۔"

"یعنی مجھے ان لوگوں کی مدد سے پکڑو گے۔"

"پکڑ چکا ہوں.... اب تم میرے پنجے سے نہیں نکل سکو گے۔"

"دراصل وہ آدمی مر چکا ہے۔" عمران نے مایوسانہ انداز میں کہا "اُسے مجبوراً گولی مار دینی پڑی تھی۔"

"کیوں....؟" لمبا آدمی اُسے قہر آلود نظروں سے گھورتا ہوا بولا "تم نے ایسا کیوں کیا وہ ایک بے ضرر آدمی تھا۔ صرف احکامات کی تکمیل کرتا تھا۔"

"کرتا تو تھا۔ لیکن پرسوں کی بات ہے! اچانک سوتے سوتے جاگا اور بڑی بھیانک آوازیں نکالنے لگا.... پھر اُس نے میرے ایک آدمی کی گردن توڑ دی وہ جہاں تھا وہیں مر گیا.... پھر اُس نے دروازہ توڑ دیا تھا.... ایک دیوار گرائی تھی۔"

"اور تم نے اسے گولی مار دی۔" لمبا آدمی پھاڑ کھانے والے لہجے میں بولا تھا۔

"میں نے نہیں۔ اُسی کے ساتھی نے جس کی گردن اُس نے توڑ دی تھی۔"

"اُس کی لاش کہاں ہے۔"

"دفن کرادی گئی چُپ چاپ....!"

"تمہارے اس جرم کو کس خانے میں فٹ کیا جاسکے گا۔"

"اگر اُسے گولی نہ ماری جاتی تو شاید وہ ایک کو بھی زندہ نہ چھوڑتا۔ طاقت میں کون اُس کی ہمسری کر سکتا۔"

"اُس سے پہلے وہ سوتا رہا تھا۔"

"ہاں....!" عمران نے اُس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے سر کو جنبش دی۔

"خواب میں کسی نے اُسے سجیشن دیا ہوگا۔"

"اتنا فرماں بردار تھا۔" عمران اُچھل پڑا۔

"بڑا عجیب وغریب تجربہ تھا بھتیجے۔"

"آخر کیوں.... اُس کا مصرف کیا تھا۔!"

"میں یہ سب نہیں جانتا.... دونوں لاشیں ہمیں واپس ملنی چاہئیں۔"

"خیر.... اس پر غور کیا جاسکتا ہے۔ لیکن سفارت خانے کا کیا چکر ہے۔"

"یہ تمہیں نہیں بتایا جاسکتا۔"

"یار چچا.... بلکہ حرامی چچا.... جب تم مجھے اپنے ساتھ لے جانے ہی پر تُلے بیٹھے ہو تو پھر بتا دینے میں کیا حرج ہے۔ تمہاری بتائی ہوئی بات اس طرح دوسروں تک تو پہنچ نہ سکے گی۔"

"مجھے اس میں شبہ ہے کہ تمہیں ساتھ لے جانے میں کامیاب ہو ہی جاؤں گا۔ کیونکہ تم

باپ رکھنے کے باوجود بھی حرامی ہو۔ ایسا حرامی نادر الوجود ہوتا ہے۔"

عمران اُسے آنکھ مار کر مسکرایا تھا۔ پھر دونوں ایک دوسرے کو کٹکھنے کتوں کی طرح گھورنے لگے تھے۔

"اگر وہ دونوں لاشیں نہ ملیں تو پورے ملک کو جہنم بنادیا جائے گا۔" لمبا آدمی بالآخر بولا۔

"بیٹھا تو ہوں۔ وصولی کرلو۔"

"اس وارننگ کے ساتھ تمہیں چھوڑ رہا ہوں کہ دونوں لاشیں داراب ہاؤس میں پہنچادی جائیں۔ ویسے یہ بھی سُن لو کہ داؤد تمہارے ہاتھ نہیں لگ سکے گا۔ اسے وہاں سے ہٹادیا گیا ہے۔ داراب ہاؤس بالکل خالی ہے۔"

"اچھا...." عمران نے سعادت مندانہ انداز میں سر کو جنبش دی۔

"اور وہ مضمون پریس میں نہیں جائے گا.... سفارت خانے والوں کو یہ بھی نہ معلوم ہونا چاہئے کہ تم نے ہانگ کانگ سے وانگ لین کے فنگر پرنٹس منگوا کر موازنہ کیا ہے۔"

"چلو.... یہ بھی منظور.... اور کچھ....؟"

"صرف کل بارہ بجے دن تک کی مہلت دی جائے گی۔ بارہ بج کر ایک منٹ پر جو کچھ بھی ہوگا اُس کی ذمہ داری صرف تم پر ہوگی۔!"

"اور اگر اس سے پہلے ہی دونوں لاشیں داراب ہاؤز میں پہنچادی گئیں تو....!"

"تمہارا شہر تباہی سے بچ جائے گا۔"

"بات سمجھ میں آگئی.... لیکن وانگ لین کا پیچھا میں نہیں چھوڑ سکتا۔"

"تمہیں وانگ لین سے کیا سروکار....؟"

"تم خصوصیت سے وانگ لین ہی پر کیوں تجربہ کر بیٹھے تھے۔ اگر اس سوال کا جواب دے سکو میں بھی بتاؤں گا کہ مجھے وانگ لین سے کیا سروکار ہوسکتا ہے۔"

"میں نہیں بتا سکتا۔"

"سو تم بھی اپنا سوال واپس لو....!"

لمبا آدمی کچھ نہ بولا۔ عمران اُسے بدستور گھورے جارہا تھا۔ پھر پولیس کی گاڑیوں کے سائرن ئی دینے لگے تھے۔ کسی قدر دھندلکا بھی چھانے لگا تھا.... لمبا آدمی چونک کر بولا "اچھا اب تم

اپنے دونوں ہاتھ میز پر رکھ لو۔!"

"یہ لو....!" عمران نے سعادت مندانہ انداز میں تعمیل کی تھی۔ لمبا آدمی اٹھ گیا۔ اس کا داہنا ہاتھ کوٹ کی جیب میں تھا۔ عمران جانتا تھا کہ ہاتھ کی گرفت ریوالور کے دستے پر ہوگی اور نال کا رخ خود اس کی طرف ہوگا۔

اُس نے طویل سانس لے کر لمبے آدمی سے کہا "میں خود بھی نہ چاہوں گا کہ تم براہِ راست پولیس کے ہاتھ لگو۔!"

"سوال ہی نہیں پیدا ہوتا بھتیجے.... تم کچھ کر کے دیکھ لو....!"

"سخت کاہلی محسوس کر رہا ہوں۔!" عمران نے مسکرا کر کہا "بولنے تک کو دل نہیں چاہ رہا۔!"

لمبا آدمی نکلا چلا گیا تھا۔ عمران کنکھیوں سے سڑک کی طرف دیکھ رہا تھا۔ لیکن شاید وہ پٹرول پمپ کی طرف گیا تھا۔

متیو ہاشی پاگلوں کی طرح کار ڈرائیو کر رہی تھی۔ لیکن ساتھ ہی اس پر بھی نظر تھی کہ اُس کا تعاقب تو نہیں کیا جا رہا۔ رات کے ساڑھے گیارہ بجے تھے۔ شہر کی سڑکیں ویران ہونے لگی تھیں.... ایسی صورت میں تعاقب کئے جانے کا اندازہ لگا لینا مشکل کام نہیں تھا۔ لیکن اس کے باوجود بھی اُسے یقین نہیں تھا کہ تعاقب نہ کیا جا رہا ہوگا۔ لالہ زار ہوٹل سے اُس دھاری دار آدمی کے غائب ہوتے ہی اس کی نگرانی شروع کر دی گئی تھی اور اُسے اس کا علم بھی ہو گیا تھا۔ لہٰذا وہ خاصی محتاط ہو گئی تھی۔ لیکن اس وقت ملنے والی ایک خبر نے ہر احتیاط کو بالائے طاق رکھ دینے پر مجبور کر دیا تھا اور وہ گھر سے نکل کھڑی ہوئی تھی۔ بھاگم بھاگ ماڈل ٹاؤن پہنچی جس عمارت کے سامنے گاڑی روکی تھی اُس کا سلاخوں دار پھاٹک بند تھا۔ وہ بے دریغ آڑی سلاخوں پر پیر رکھتی ہوئی اوپر چڑھی تھی اور دوسری طرف اُتر گئی تھی۔

لان تاریکی میں ڈوبا ہوا تھا۔ وہ آگے بڑھتی رہی۔ حتیٰ کہ اندھیرے ہی میں پورچ تک جا پہنچی تھی.... یہاں اس نے شانوں سے لٹکے ہوئے چرمی تھیلے سے پنسل ٹارچ اور کنجیوں کا لچھا نکالا تھا۔ ٹارچ کی روشنی میں ایک کنجی منتخب کی تھی اور صدر دروازے پر پہنچ کر قفل کھولا تھا۔ اندر داخل ہو کر دروازے کو مقفل کئے بغیر پنسل ٹارچ کی محدود روشنی میں آگے بڑھتی چلی

گئی تھی۔ پوری عمارت کے صرف ایک کمرے میں گہرے نیلے رنگ کا بلب روشن تھا۔ شاید یہ کسی کی خواب گاہ تھی۔ دروازہ کھلا ہوا تھا۔ وہ کمرے میں داخل ہوئی اور تیز روشنی والا بلب روشن کر دیا۔

سامنے مسہری پر ایک آدمی بے خبر سو رہا تھا۔ لیکن تیز روشنی سے پپوٹے متحرک ہو گئے۔

"وانگ لین....!" متیو ہاشی نے اُسے آواز دی۔ اور وہ بوکھلا کر اٹھ بیٹھا۔

"تت.... تم....!" وہ ہکلا کر رہ گیا۔

"ہاں... میں... تم جلدی سے پوری طرح حواسوں میں آجاؤ... ایک بہت بُری خبر ہے۔"

"بب.... بُری خبر....!"

"ہاں... ہاں... ابھی بتاتی ہوں۔ پھر ہمیں سوچنا ہے کہ نئے حالات کے تحت کیا کرنا چاہیے۔"

"میں پوری طرح ہوش میں ہوں.... یا نہیں.... ٹھہرو.... پہلے میں اپنا حلق تر کرلوں.... کیا تمہارے لئے بھی گلاس بناؤں....؟"

"ضرور.... ضرور.... لیکن ہلکی....!"

وہ اٹھ کر کپ بورڈ کے قریب پہنچا تھا اور ایک بوتل نکالی تھی۔ سوڈے کا سائفن نکالا تھا۔ وہ گلاس تیار کر کے متیو ہاشی کے پاس پہنچا۔

"یہ لو....!" وہ اس کی طرف گلاس بڑھاتا ہوا بولا۔

"پہلے تم اپنے حواس بحال کرلو۔!"

"میں نروس نہیں ہوں۔ تم مطمئن رہو۔" اس نے ایک گھونٹ لے کر کہا۔

وانگ لین نے بھی دو تین گھونٹ لئے تھے اور بولا تھا "اب بتاؤ کیا بات ہے۔"

"محکمہ خارجہ نے تمہارے فنگر پرنٹس ہانگ کانگ سے حاصل کرلئے ہیں۔"

"نہیں....!" وانگ لین اُچھل پڑا۔

"ہاں.... اور ہمیں دھمکی دی گئی ہے کہ اگر اُسے تمہاری لاش تسلیم کرانے کی کوشش کی گئی تو تمہاری پوری ہسٹری لاش کے فنگر پرنٹس اور ہانگ کانگ سے حاصل کئے ہوئے پرنٹس کے ساتھ پریس کو دے دی جائے گی۔"

"یہ تو بہت بُرا ہوا ڈارلنگ۔!"

"بہت بُرے سے بھی کچھ زیادہ.... اگر سنگ ہی کو اس کی ہوا بھی لگ گئی تو ہم سب خطرے

میں پڑ جائیں گے۔"

"مجھے فوراً یہاں سے نکل جانا چاہئے۔"

"سفیر مصر ہے کہ اُسے تمہاری لاش تسلیم کر لیا جائے۔"

"وہ حقیقت سے بے خبر ہے لہذا وہ تو اصرار کرے گا ہی۔"

"اصرار کرنے کا مطلب یہ ہو گا کہ اصلیت پر لیس کے ہاتھ لگ جائے گی۔!"

"مجھے جلدی کرنی چاہئے۔!" وہ تیزی سے کپ بورڈ کی طرف مڑا۔

"نہیں اب اسکی ضرورت نہیں۔" دروازے کی جانب سے آواز آئی اور وہ دونوں اچھل پڑے۔

"سنگ" متیو ہاشی خوف زدہ لہجے میں بولی۔ اور پھٹی پھٹی آنکھوں سے اُس خوف ناک پستول کو دیکھنے لگی جو سنگ ہی کے ہاتھ میں تھا.... سائیلنسر لگا ہوا پستول۔

وانگ لین بت بنا کھڑا رہا۔

"مجھے بے حد افسوس ہے کہ تم حقیقتاً ضائع ہونے جا رہے ہو۔" سنگ نے سرد لہجے میں کہا تھا۔ پستول سے ہلکی سی آواز نکلی تھی اور وانگ لین اچھل کر بستر پر جا گرا تھا۔

گولی پیشانی کے وسط میں بیٹھی تھی۔

"نہیں... نہیں... نہیں!" متیو ہاشی چیختی ہوئی بستر پر جھپٹی تھی۔ سنگ ہی جہاں تھا وہیں کھڑا رہا۔

"وانگ.... وانگ....!" متیو ہاشی اُس کی لاش کو جھنجھوڑ جھنجھوڑ کر دیوانہ وار آوازیں دیتی رہی۔ سنگ کے ہونٹوں پر سفاک سی مسکراہٹ رقص کر رہی تھی اُس نے سرد لہجے میں کہا "فکر نہ کرو۔ تم بھی اُسی کے پاس جاؤ گی۔ لیکن ابھی نہیں۔"

"نہیں مجھے بھی فوراً مار ڈال۔" وہ اُس کی طرف مڑ کر چیخی۔

"اُف.... فوہ.... اس قدر چاہتی تھیں اُسے.... ادھر دیکھو! میں کیا بُرا ہوں۔ تمہاری پیاسی روح کو مجھ جیسے آدمی کی ضرورت ہے۔ سدا بہار آدمی، ہمیشہ گلاب کی طرح کھلا رہتا ہوں۔"

"بکواس بند کر....!"

سنگ ہی پستول جیب میں ڈال کر کپ بورڈ کی طرف بڑھا۔ بوتل اٹھا کر ہونٹوں سے لگائی اور گھونٹ لے کر بولا "تم مجھے ناپسند نہیں کرو گی۔ آج تک کسی عورت نے ناپسند نہیں کیا۔!"

اُس نے پھر دو تین گھونٹ لئے تھے۔

"متیو ہاشی سحر زدہ سی کھڑی رہی۔ سنگ نے کہا" کیا میں اُمید رکھوں کہ تم کسی ہچکچاہٹ کے بغیر خود کو میرے حوالے کر دو گی۔"

"کیا تو بالکل درندہ ہے.... تجھے ذرا سا بھی احساس نہیں کہ تو نے ابھی کیا کیا ہے۔" وہ لاش کی طرف ہاتھ اٹھا کر چیخی۔

"بہتا ہوا خون ہی دیکھ کو تو موج میں آتا ہوں ننھی گلہری.... تم کیسی آرٹسٹ ہو.... میری جان....!"

"زبان بند کرو.... ورنہ میں تمہیں مار ڈالوں گی۔!"

"آؤ.... مار ڈالو....!" سنگ نے دونوں ہاتھ پھیلا کر سسکاری لی! وہ نچلا ہونٹ دانتوں میں بائے اُسے گھورتی رہی۔

"آؤ... آجاؤ...!" وہ پھر بولا۔ دونوں ہاتھ اب بھی پھیلے ہوئے تھے۔ ایک میں بوتل تھی۔

متیو ہاشی کا ہاتھ کاندھے سے لٹکے ہوئے تھیلے میں رینگ گیا تھا۔ اور پھر باہر آیا تو اُس میں اعشاریہ دو پانچ کا پستول تھا۔

سنگ نے اُسے دیکھا لیکن اُس کی پوزیشن میں کوئی تبدیلی نہ ہوئی۔

"اپنے ہاتھ اوپر اٹھاؤ.... ذلیل....!" متیو ہاشی دانت پیس کر بولی۔

"اچھے ہی سمجھو....! اب میں اپنی جیب سے پستول نہیں نکال سکتا! داہنے ہاتھ میں بوتل ہے، اور بایاں ہاتھ گھوم کر داہنی جیب میں نہیں جا سکتا۔"

"میں تمہیں مار ڈالوں گی۔"

"اس سے پہلے ایک بات سُن لو.... وہ لوگ بھی تمہاری نگرانی کراتے رہے ہیں جنہوں نے اُس لاش کو وانگ لین کی لاش تسلیم نہیں کیا تھا۔ دو آدمی اس وقت بھی تمہارا تعاقب کرتے ہوئے یہاں آئے ہیں اور باہر موجود ہیں! فائر کی آواز انہیں اندر گھس آنے پر مجبور کر دے گی۔ اور تم وانگ لین کی لاش سمیت اُن کے قبضے میں آجاؤ گی۔"

متیو ہاشی کی آنکھوں میں فکر مندی کے آثار دکھائی دیئے تھے اور سنگ کہتا رہا" وہ لوگ مجھے نہیں دیکھ سکے.... اور میں اسی طرح نکل بھی جاؤں گا۔"

"میں تمہیں زندہ نہیں چھوڑوں گی خواہ کچھ بھی ہو جائے....!"

”لیکن میں چاہتا ہوں کہ تم زندہ رہو.....! تنظیم کی طرف سے تمہارے لئے موت کی سزا تجویز ہو چکی ہے۔ میں ہی ابھی تک بچائے ہوئے تھا۔“

”وہ کس طرح.....؟“

”محض تمہاری حماقت کی وجہ سے دوسرا زندہ آدمی اُن لوگوں کے ہاتھ لگ گیا۔ جس طرح سردار گڈھ سے لایا گیا تھا۔ اُسی طرح داراب ہاؤس بھی پہنچایا جاسکتا تھا..... تم نے وہ طریق کار کیوں اختیار کیا تھا۔“

”اگر یہی بات تھی تو براہِ راست داراب ہاؤز میں کیوں نہیں پہنچا دیا گیا تھا۔ مجھے کیوں درمیان میں لایا گیا۔“

”تم اُسے داؤد کی لاعلمی میں داراب ہاؤس پہنچا سکتیں تھیں۔ ایشور سنگھ کیلئے یہ کام ممکن نہ ہوتا۔“

”اور میں نے ایشور سنگھ کو بہت زیادہ نروس دیکھ کر اُسے بیہوش کر دیا تھا اور پھر سب سے بڑی بات تو یہ کہ مجھے یقین نہیں تھا کہ وہ کلی طور پر میرے قابو میں رہے گا۔ کیونکہ مجھ پر نظر پڑتے ہی اُس میں فوری طور پر ایک تبدیلی ہوئی تھی۔“

”وہی تبدیلی تو مجھ میں بھی واقع ہو رہی ہے.....! ہر چند کہ موت کا ہرکارہ تمہارے ہاتھ میں ہے۔“ سنگ نے کہا اور بوتل پھر ہونٹوں سے لگالی۔

”تم مجھے کس طرح بچائے ہوئے تھے۔“ متیو ہاشی نے اُس کے ریمارک کو نظر انداز کرتے ہوئے پوچھا۔

”میں نے اوپر سے آئے ہوئے حکم کی تعمیل نہیں کی تھی۔ لیکن اب تو تمہارا جرم بے حد سنگین ہو گیا ہے۔“ سنگ نے وانگ لین کی موت کی طرف اشارہ کیا۔

متیو ہاشی کچھ نہ بولی۔ اُس کی پیشانی سے پسینے کی بوندیں پھوٹنے لگی تھیں۔

”لیکن اس کے باوجود بھی ہوگا وہی جو میں چاہوں گا۔ اس جرم کے ارتکاب کے باوجود بھی تم زندہ رہ سکتی ہو..... اگر میں چاہوں.....!“

”وہ کس طرح.....!“

”یہ بھی کوئی سمجھ میں نہ آنے والی بات ہے۔“ سنگ بائیں آنکھ دبا کر مسکرایا۔

”کبھی نہیں۔!“ وہ سر جھٹک کر بولی ”اس پر تو میں موت کو ترجیح دوں گی۔“

"پھر سوچ لو.... ادھر تم نے فائر کیا اور ادھر وہ دونوں اندر داخل ہوئے۔"

"اب مجھے کسی بات کی بھی پرواہ نہیں۔ اگر میری موت کا حکم صادر ہو چکا ہے تو مجھے مر ہی جانا چاہئے۔"

"میں دروازہ کھلا چھوڑ آیا ہوں انہیں اندر آنے میں ذرہ برابر بھی دشواری نہ ہو گی۔"

"اچھی بات ہے.... یہاں کی جیل میں تم لوگوں سے محفوظ ہو جاؤں گی۔" متیو ہاشی نے کہا اور فائر کر دیا۔

سنگ ہی کسی مُردہ چھپکلی کی طرح پٹ سے فرش پر گرا تھا اور بے حس و حرکت ہو گیا تھا۔ متیو ہاشی نے پستول تھیلے میں ڈالا اور سنگ کو پھلانگ کر کمرے سے باہر نکل جانا چاہا۔ لیکن سنگ ہی کی ٹانگوں میں جکڑ کر رہ گئی۔

"پھر سنگ کے بے آواز پستول سے ایک فائر ہوا تھا اور کمرے میں روشنی پھیلانے والا بلب گہری تاریکی میں دفن ہو گیا تھا۔

متیو ہاشی کا دم گھٹنے لگا کیونکہ سنگ نے ایک ہاتھ سے اُس کا منہ جکڑ رکھا تھا۔ پھر گھٹن اس قدر بڑھی تھی کہ ہر طرح کا احساس ہی فنا ہو گیا تھا۔

فون کی گھنٹی کی آواز غنودہ سماعت پر توپ کے گولے کی طرح گری تھی اور عمران بوکھلا کر اٹھ بیٹھا تھا۔

ہاتھ بڑھا کر ریسیور اٹھایا۔ دوسری طرف سے بلیک زیرو کی آواز آئی تھی۔

"کیا بات ہے....!" عمران نے بھرائی ہوئی آواز میں پوچھا۔

"نعمانی اور صدیقی متیو ہاشی کی نگرانی کر رہے تھے.... وہ ساڑھے گیارہ بجے کے قریب اپنی کوٹھی سے نکلی تھی۔ دونوں اس کا تعاقب کرتے ہوئے ماڈل ٹاؤن کی ایک عمارت تک پہنچے تھے.... وہ پھاٹک پر چڑھ کر دوسری طرف کمپاؤنڈ میں اُتر گئی تھی۔ تھوڑی دیر بعد وہ دونوں بھی اُسی کی طرح کمپاؤنڈ میں پہنچ گئے۔ لیکن عمارت میں داخل ہونے سے پہلے انہوں نے فائر کی آواز سنی.... اور پھر اُس کے بعد ایک ہلکا سا دھماکا ہوا تھا۔ کسی قدر وقفے سے وہ دونوں بھی اندر پہنچ گئے تھے۔ پوری عمارت تاریک پڑی تھی۔ متیو ہاشی کا کہیں پتا نہیں تھا۔ البتہ انہوں نے وہاں ایک

لاش دریافت کی ہے اُن کا خیال ہے کہ اُسکی موت کو زیادہ وقت نہیں گزرا۔ پیشانی پر گولی لگی ہے۔ مشرق بعید کے کسی ملک کا باشندہ معلوم ہوتا ہے اور صورت انہیں کچھ جانی پہچانی سی لگ رہی ہے۔

"کیا وہ دونوں اب بھی وہیں موجود ہیں....؟"

"جی ہاں....! فون اُسی عمارت سے کیا ہے۔"

"عمارت کا نمبر بتایا ہے یا نہیں۔"

"جی نہیں۔! لیکن فون نمبر بتایا ہے.... نمبر ہی کی بناء پر میں نے ایکس چینج سے پتہ معلوم کر لیا ہے۔ شارع اورنگ زیب کی پانچویں عمارت ہے۔"

"عمارت کا فون نمبر بتاؤ۔" عمران نے کہا۔! فون نمبر معلوم کر لینے کے بعد اُس نے بلیک زیرو کی کال ڈس کنکٹ کر کے وہی نمبر ڈائیل کئے تھے۔ دوسری طرف گھنٹی بجتی رہی تھی۔ اور پھر کچھ دیر بعد کچھ ایسی آواز میں دوسری طرف سے ہیلو سنائی دی تھی۔ جیسے بولنے والے نے خواب سے بیدار ہو کر ریسیور اٹھایا ہو۔

"صداکاری کے جوہر دکھانے کی ضرورت نہیں۔" عمران بھنا کر بولا "تم دونوں وہاں کیا کر رہے ہو۔"

"اُفوہ.... تو بات آپ تک پہنچ چکی ہے۔" اس بار صدیقی اپنی اصلی آواز میں بول رہا تھا۔

"وہ کون ہے....؟"

"مجھے تو وہی معلوم ہوتا ہے جس کی تصویر متیو ہاشی کے سفارت خانے کی طرف سے شائع کرائی گئی تھی۔"

"ویری گڈ.... یہ کام ہوا ہے۔!"

"متیو ہاشی کی گاڑی اب بھی باہر موجود ہے! لیکن وہ خود غائب ہو گئی ہے۔"

"کیا تم یقین کے ساتھ کہہ سکتے ہو کہ تمہارا تعاقب نہیں کیا گیا تھا۔"

"میں ایسی کوئی بات یقین کے ساتھ نہیں کہہ سکتا کیونکہ اسکی طرف توجہ ہی نہیں رہی تھی۔"

"ٹھیک ہے.... وہیں ٹھہرو.... اور میری دوسری کال کے منتظر رہو۔"

سلسلہ منقطع کر کے عمران نے گھڑی پر نظر ڈالی۔ ایک بج کر دس منٹ ہوئے تھے۔ اُس نے رحمان صاحب کی خواب گاہ والے فون کے نمبر ڈائیل کئے تھے.... تھوڑی دیر بعد رحمان صاحب

کی آواز سنائی دی۔

"میں عمران ہوں ڈیڈ۔"

"کیا بات ہے....!"

"وانگ لین کی لاش ماڈل ٹاؤن کی ایک عمارت میں پڑی ہوئی ہے۔"

"وہی جو تجربہ گاہ سے غائب ہوگئی تھی۔" رحمان صاحب نے پوچھا۔

"جی نہیں.... اصل والی.... اس پر دھاریاں نہیں ہیں۔"

"تم کہاں ہو....!"

"اپنے فلیٹ میں.... ساڑھے گیارہ بجے متیو ہاشی کی نگرانی کرنے والے اس کا تعاقب کرتے ہوئے اُس عمارت تک پہنچے تھے۔ متیو ہاشی اندر چلی گئی تھی، پھر انہوں نے فائر کی آواز سنی جو اندر سے آئی تھی۔ اندر پہنچنے پر متیو ہاشی غائب تھی اور وہ لاش ملی۔"

"مجھے کیوں فون کیا ہے۔ سر سلطان کا محکمہ جانے۔"

"یہ کیس آپ کے محکمے سے اُن کے محکمے میں پہنچے گا۔"

"یہ آپ کا مشورہ ہے!" رحمان صاحب نے تلخ لہجے میں سوال کیا۔

"شارع اورنگ زیب کی پانچویں عمارت.... ماڈل ٹاؤن...." کہہ کر عمران نے سلسلہ منقطع کر دیا۔ لیکن فوراً ہی گھنٹی بجی تھی۔

اُس نے ریوالور اٹھایا۔ رحمان صاحب ہی کی آواز آئی تھی "تم ہوش میں ہو یا نہیں۔"

"اس سے زیادہ کچھ عرض نہیں کر سکتا ڈیڈی۔"

"دھاری دار لاش تجربہ گاہ سے کہاں پہنچائی گئی ہے۔"

"میں نہیں جانتا! میں نے بھی سُنا تھا کہ اچانک غائب ہو گئی۔ یقین کیجئے۔"

"وانگ لین کی لاش کے بارے میں مجھے کیوں کر علم ہو سکتا ہے۔؟"

"کسی گم نام کال کا حوالہ دیا جا سکتا ہے...." عمران نے کہا "اور ڈیڈی.... میں فی الحال حاضر خدمت نہیں ہو سکتا۔"

رحمان صاحب نے دوسری طرف سے سلسلہ منقطع کر دیا تھا۔

عمران نے طویل سانس لی تھی اور ریسیور رکھ کر پھر لیٹ گیا تھا۔ پانچ منٹ بعد پھر اُسی

عمارت کے نمبر ڈائیل کیے تھے جہاں وانگ لین کی لاش پڑی ہوئی تھی۔

"ہیلو۔" صدیقی کی آواز آئی۔

"جتنی جلد ممکن ہو.... وہاں سے روانہ ہو جاؤ۔ والد صاحب کا محکمہ پہنچنے والا ہے۔"

"کک.... کیوں....؟"

"ہکلاؤ نہیں.... فوراً عمارت سے نکل جاؤ.... اور اپنی موجودگی کے امکانی نشانات مٹانا مت بھولنا۔"

کیپٹن فیاض پُر اسرار عورت روزالی مہندس کی کوٹھی میں منتقل ہو گیا تھا۔ ہوٹل انٹر نیشنل سے اس طرح غائب ہوا تھا کہ اس کے انجینئر دوست کے فرشتوں کو بھی خبر نہیں ہو سکی تھی۔ اس عورت کا قرب نصیب ہو جانے کے لئے یہ بھی یاد نہیں رہا تھا کہ وہ وہاں آیا کس لئے تھا۔

ادھر روزالی کا بھی یہ حال تھا جیسے ہمہ تن توجہ بن گئی ہو۔ فیاض کو ایسا ہی محسوس ہوتا جیسے وہ صرف اُسی کے بارے میں سوچتی رہتی ہو۔

اس وقت دونوں لان پر بیٹھے چائے پی رہے تھے.... سورج غروب ہونے والا تھا۔ نارنجی دھوپ پام کی چوٹیوں کو چھو رہی تھی.... اور اُن کے قدموں میں سبزہ لہلہا رہا تھا.... وہ خوابناک انداز میں فیاض کی آنکھوں میں دیکھتی ہوئی بولی "آج رات میں ایک تجربہ کروں گی۔"

"کیسا تجربہ۔"

"انہی دھاریوں کے سلسلے میں.... لیکن آپ کو ایک وعدہ کرنا پڑے گا۔"

"میں وعدہ کرتا ہوں کہ آپ کی ہر ہدایت پر عمل کروں گا۔"

"اگر تجربہ کامیاب رہا تو اس کی شہرت مجھے فائدہ بھی پہنچا سکتی ہے۔ لیکن یقین کیجئے کہ لوگ مجھے جادوگرنی سمجھنے لگیں گے جس کے تصور ہی سے مجھے گھن آتی ہے۔"

فیاض ہونقوں کی طرح منہ اٹھائے سنتا رہا اور وہ کہتی رہی۔

"جو کچھ دوسروں کی سمجھ میں نہیں آتا وہ اُسے جادو یا معجزہ سمجھ لیتے ہیں! مثال کے طور پر اگر یہ دھاریاں میرے کسی عمل سے آپ کے جسم پر متحرک ہو جائیں تو شاید آپ بھی اسے جادو ہی سمجھیں گے۔"

"مم.... میں کیا عرض کروں۔"

"نہیں اعتراف کیجئے کہ آپ اس سے آگے نہ سوچ سکیں گے۔"

"ہو سکتا ہے ایسا ہی ہو۔"

"لیکن وہ جادو ہر گز نہ ہو گا۔ ایک ایسی تدبیر ہو گی جسے آپ سمجھ نہیں سکیں گے۔ اگر ایک عدد ٹیلی ویژن سیٹ اکبر اعظم کے حضور رکھ دیا جاتا اور اُس پر پروگرام آنے لگتے تو وہ ٹیلی ویژن کے موجد کو جادوگر ہی سمجھتا۔ لیکن کیا آج کا کوئی بچہ بھی اُسے جادو تسلیم کر لینے پر تیار ہو گا۔"

"ہر گز نہیں۔ آپ کی بات میری سمجھ میں آگئی۔ میں زندگی بھر آپ کے کسی تجربے کو اپنی ذات تک محدود رکھوں گا۔"

"زمانہ قدیم کے بعض علوم مخصوص ادوار ہی تک محدود رہے تھے۔ انہی میں سے ایک پتھر سے دھاریاں نکالنے کا بھی علم تھا۔" وہ خاموش ہو گئی اور فیاض اُسے ٹٹولنے والی نظروں سے دیکھتا رہا۔

"قدیم زمانے کے معمار پتھروں سے دھاریاں نکالنے کے فن کے بھی ماہر ہوتے تھے۔ لیکن اُن کا یہ علم سینہ بسینہ منتقل ہوتا ہوا کہیں گم ہو گیا۔ دنیا یہی سمجھتی ہے لیکن وہ میرے باپ کے سینے سے میرے سینے میں منتقل ہوا ہے....!"

فیاض کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں.... لیکن وہ کچھ بولا نہیں۔

"میں اُسی علم کو ان دھاریوں پر آزماؤں گی۔" وہ کچھ دیر خاموش رہ کر بولی تھی اور فیاض کی طرف اس طرح دیکھا تھا جیسے اس سلسلے میں اُس کا جواب سننا چاہتی ہو۔

"میں تیار ہوں مادام۔"

"اگر آپ کو کوئی تکلیف پہنچی تو عمل فوری طور پر روکا بھی جا سکے گا۔"

"آپ اس کی فکر نہ کیجئے۔ ان دھاریوں کی وجہ سے مسلسل ذہنی اذیت کا شکار ہوں جسمانی تکلیف برداشت کر لوں گا۔"

"بس تو آج ہی رات۔!" وہ اُس کی آنکھوں میں دیکھتی ہوئی بولی۔ "صرف تین دھاریوں پر تجربہ کروں گی۔ اگر انہیں معدوم کر دینے میں کامیاب ہو گئی تو بقیہ کام بھی بہت آسان ہو گا۔"

رات کا کھانا آٹھ بجے کھایا گیا تھا۔ نو بجے تک دونوں ٹی وی دیکھتے رہے تھے.... نو سے دس بجے تک وہ فیاض کے ساتھ بلیئرڈ کھیلتی رہی تھی.... پھر اُسے خاصے کشادہ کمرے میں لائی تھی۔

جہاں داخل ہوتے ہی فیاض کو ایسا محسوس ہوا تھا جیسے کسی ہسپتال کے آپریشن تھیٹر میں آنکلا ہو۔

"آپ کے جسم پر ایک انڈرویئر کے علاوہ کچھ نہ ہونا چاہئے۔" اُس نے فیاض سے کہا اور فیاض کے حلق میں بلغم اٹک گئی۔

"انڈرویئر کے علاوہ اور سارے کپڑے اتار دیجئے۔"

"وہ.... ور.... دراصل....!" فیاض ہکلا کر رہ گیا۔

"شرمانے کی ضرورت نہیں۔ اس وقت میں آپ کی معالج ہوں۔" روزالی نے خشک لہجے میں کہا۔ "صرف انڈرویئر میں اس میز پر لیٹ جائیے۔"

فیاض نے کانپتے ہوئے ہاتھوں سے کپڑے اُتارے تھے اور اُس سے نظر ملائے بغیر لیٹ گیا تھا۔

وہ قریب آئی تھی اور دھاریوں کو چھو کر دیکھنے لگی تھی۔

"اُن لوگوں کی بتائی ہوئی تدبیر سے تو کوئی فائدہ نہیں ہوا۔" اُس نے کہا "خواہ مخواہ آپ کو دوڑاتے رہے ہیں۔"

"میرا بھی یہی خیال ہے کہ وہ مجھے ذہنی طور پر مفلوج کر دینا چاہتے ہیں۔"

"اگر میری تدبیر کارگر ہوئی تو انہیں دیکھ لوں گی۔"

فیاض کچھ نہ بولا.... وہ سامنے والے ریک کی طرف بڑھی تھی جس پر مختلف رنگوں کے سیال سے بھرے ہوئے بلوری مرتبان رکھے تھے۔

اُس نے ایک چھوٹا سا مرتبان اٹھایا تھا اور میز کی طرف پلٹ آئی تھی۔

"یہ تین دھاریاں لے رہی ہوں" اُس نے ایک جگہ اُوپر سے نیچے تک اُنگلی پھراتے ہوئے کہا "اگر سوزش زیادہ محسوس ہو تو بتا دیجئے گا۔"

"بہت بہتر۔"

"مطلب یہ تھا کہ اگر سوزش ناقابلِ برداشت ہو جائے۔ تھوڑی بہت تکلیف تو اٹھانی ہی پڑے گی۔"

فیاض کچھ نہ بولا۔ روزالی نے مرتبان سے کسی قدر سیال اُس کے سینے پر ٹپکایا تھا اور اُن تین دھاریوں پر اُسے اوپر سے نیچے تک پھیلانے لگی تھی۔ فیاض نے جلد میں ہلکی سی سوزش محسوس کی اور چپ چاپ لیٹا رہا۔ قریباً تین منٹ تک وہ تین دھاریوں کی جگہ پر سیال مالش کرتی رہی تھی۔

جلد کی سوزش بھی اس دوران میں بڑھی تھی لیکن ناقابلِ برداشت نہیں تھی۔

"اب کسی قدر نیچے کھسک کر اپنے دونوں پیر میز کی سطح سے باہر نکال دیجئے۔" روزالی نے کہا۔ فیاض نے تعمیل کی تھی۔

"ٹھہریے.... یوں نہیں.... میں نیچے رکھے ہوئے انگاروں پر ایک بُوٹی ڈالنے جارہی ہوں.... دھواں اوپر اٹھے گا۔ اگر آپ کے دونوں پنجے دھوئیں سے دور ہوں تو اس قدر نیچے کھسکئے گا کہ وہ دھوئیں کے اندر پہنچ جائیں۔"

"بہت بہتر۔" فیاض بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔ وہ چت پڑا چھت کی طرف دیکھے جارہا تھا۔ سر کی پوزیشن ایسی تھی کہ سینے پر پڑی ہوئی دھاریاں نظر نہیں آرہی تھیں۔

وہ اُس کے پیروں کی طرف جھکی تھی۔ پھر سیدھی کھڑی ہوگئی۔ ذرا ہی سی دیر بعد سفید اور گہرا دھواں اُس کے پیروں کو چھوتا ہوا اوپر اٹھنے لگا تھا۔

"تھوڑا اور نیچے کھسکئے.... "روزالی نے کہا" بس ٹھیک ہے۔"

اب فیاض کی نظر دھوئیں پر تھی جو اوپر اٹھ رہا تھا لیکن اُس کے حجم میں یکسانیت تھی۔ پیروں سے قریباً چھ فٹ اونچا اٹھ کر فضا میں تحلیل ہوتا جارہا تھا۔

دفعتاً اُس نے محسوس کیا جیسے سینے پر کوئی چیز نیچے کی طرف رینگ رہی ہو۔ روزالی کے چہرے سے دبا دبا سا جوش ظاہر ہورہا تھا۔ کبھی وہ اُس کے سینے پر نظر جمادیتی تھی اور کبھی دھوئیں کی طرف دیکھنے لگتی تھی۔

سینے سے رینگنے والی چیز نچلے دھڑ تک پہنچ چکی تھی۔

"کوئی چیز رینگ رہی ہے" اُس نے روزالی کو مطلع کیا۔

"دھاریاں.... وہی تین دھاریاں رینگ رہی ہیں۔ متحرک ہوگئی ہیں.... آپ اسی طرح لیٹے رہئے۔" روزالی اس طرح بولی جیسے بحالت خواب بول رہی ہو۔

فیاض کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں.... لیکن وہ بے حس و حرکت پڑا رہا۔ رینگنے والی شے اب داہنی ران پر اُتر آئی تھی اور بدستور نیچے کی طرف جارہی تھی۔

اور جب وہ نیچے تک پہنچی تو دھوئیں میں تین دھاریاں دکھائی دیں، نیلی، پیلی اور سرخ دھاریاں.... دھوئیں کے ساتھ ہی وہ چھ فٹ کی بلندی تک گئی تھیں۔ اور شاید فضا میں تحلیل

ہو گئی تھیں اور اب دھواں پہلے ہی کی طرح بے داغ تھا۔

"مبارک ہو۔" وہ پُر مسرت لہجے میں چیخی....! میرے علم نے عمل کا روپ دھار لیا۔ وہ تینوں دھاریاں جن کا میں نے انتخاب کیا تھا اب آپ کے جسم پر نہیں ہیں! لیکن آپ ابھی یونہی لیٹے رہیئے۔"

وہ پھر اُس کے پیروں کی طرف جھکی تھی اور دھواں بھی غائب ہونے لگا تھا۔ پھر بالکل ہی معدوم ہو گیا۔

اُس نے فیاض سے پوچھا "کیا سوزش ابھی باقی ہے۔"

"بہت کم ہو گئی ہے۔"

"تھوڑی دیر بعد بالکل رفع ہو جائے گی۔"

"سوزش برداشت کر سکتا ہوں، بقیہ دھاریاں بھی نکال دیجئے۔"

"دھواں پیدا کرنے والی بوٹی اتنی ہی تھی، فیاض صاحب! مزید تلاش کرنی پڑے گی۔ بہر حال اب آپ بے فکر ہو جایئے۔ ضروری نہیں تھا کہ تجربہ کامیاب ہی رہتا، کیونکہ یہ پتھر سے دھاریاں نکالنے کا نسخہ تھا۔"

"خدا کی قسم آپ حیرت انگیز ہیں۔" فیاض کپکپاتی ہوئی آواز میں بولا۔

"اب اٹھ کر دیکھئے۔ کہیں ان دھاریوں کا نشان بھی نظر آ جائے۔"

فیاض اٹھ بیٹھا تھا.... سوزش والی پٹی بالکل صاف پڑی تھی۔

"کاش بوٹی وافر مقدار میں ہوتی۔" وہ ٹھنڈی سانس لے کر بولا۔

"فکر نہ کیجئے۔ اب یہ میری ذمہ داری ہے۔"

"میرے خدا.... وہ دھاریاں.... میرے جسم سے رینگ کر دھوئیں میں پہنچ گئی تھیں۔"

"اب کون کہہ سکے گا کہ زمانہ قدیم میں بھی سائنسی تجربات نہیں کئے جاتے تھے۔ آج تو کوئی پتھر سے دھاریاں نکال کر دکھائے، یہاں سنگ مرمر کی کانیں موجود ہیں لیکن پتھر کے داغ دار ہونے کی وجہ سے اُس کی کوئی قیمت نہیں۔"

فیاض کچھ نہ بولا۔ وہ ابھی تک اُس حصے کو دیکھے جا رہا تھا۔ جہاں سے دھاریاں غائب ہوئی تھیں۔

"اور اب میں انہیں دیکھوں گی" روزالی نے کہا۔

فیاض نے سر اٹھا کر اسکی طرف دیکھا تھا اور وہ پھر بولی "اگر کسی طرح آپکا وہ دوست بھی ہاتھ آجائے جسکے پورے جسم پر دھاریاں پڑ گئی ہیں تو وہ بھی پہلے ہی کیطرح شفاف ہو جائے گا۔"

"خدا کرے مل جائے۔"

"اچھا.... اب آپ کپڑے پہن لیجئے۔"

فیاض میز سے نیچے اُترا تھا اور کپڑے پہننے لگا تھا۔ روزالی اُس ریک کی طرف بڑھ گئی تھی جس پر مرتبان رکھے ہوئے تھے۔

"اب اپنی خواب گاہ میں جا کر سو جایئے۔" اُس نے فیاض کی جانب مڑے بغیر کہا۔ فیاض نے چپ چاپ تعمیل کی تھی۔

متیو ہاشی کراہ رہی تھی لیکن آنکھیں بند تھیں۔ اپنی کراہیں خود بھی سُن رہی تھی لیکن آنکھیں نہیں کھل رہی تھیں۔ بدقت تمام پلکوں میں ذرا سا درہ ہوا تھا اور اُسے ایسا محسوس ہونے لگا تھا جیسے آنکھوں میں کسی نے مرچیں بھر دی ہوں....! زرد روشنی کا بھی احساس ہوا تھا۔

"میکونو....!" اُس نے شوہر کا نام لے کر پکارا.... لیکن اپنی آواز کی گونج کے علاوہ اور کچھ نہ سُن سکی۔!

اور پھر اچانک وہ اٹھ بیٹھی۔ یادداشت بیدار ہو گئی تھی۔ بوکھلاہٹ میں آنکھیں بھی کھل گئیں۔ وہ ایک کشادہ کمرہ تھا۔ اور وہ ایک پر تکلف مسہری پر بیٹھی ہوئی تھی۔ سامنے ہی آرام کرسی پر سنگ ہی نیم دراز نظر آیا تھا۔ اُس کے ہونٹوں پر عجیب سی مسکراہٹ تھی۔ طمانیت اور آسودگی سے بھرپور مسکراہٹ.... متیو ہاشی کو اپنی سانس رکتی ہوئی محسوس ہونے لگی۔

"میکونو کو آواز دے رہی تھیں۔" اس نے استہزائیہ لہجے میں سوال کیا۔

متیو ہاشی ہونٹوں پر زبان پھیر کر رہ گئی۔

"تمہارا نشانہ اچھا ہے۔ دراصل میں ہی سخت جان ہوں" سنگ آہستہ سے بولا۔

"مجھے جانے دو۔"

"کہاں....؟ موت کے منہ میں۔"

"تمہیں اس سے سروکار نہیں ہونا چاہئے۔"

"خیر.... اس کے بارے میں بعد کو سوچیں گے۔ ابھی تو مجھے تمہارا جغرافیہ سمجھنا ہے۔"

"کیا مطلب....؟"

"اسی شہر میں وانگ لین کے علاوہ چار عدد عاشق اور بھی رکھتی ہو۔"

"بکواس مت کرو۔"

"وہ چاروں مجھ سے بڑے آرٹسٹ نہیں ہیں۔"

"تم.... آرٹسٹ!" وہ حقارت سے بولی۔

"ہاں....! میں اتنے فنکارانہ انداز میں چہرے بگاڑتا ہوں کہ شناخت مشکل ہو جاتی ہے۔ مثلاً تمہارے چہرے پر دو عدد ناکیں بھی نظر آسکتی ہیں.... گالوں کا گوشت کاٹ کاٹ کر دوسری ناک بھی بنا سکتا ہوں۔"

ٹھنڈی سی لہر میتو ہاشی کے جسم میں دوڑ گئی۔

"لیکن میں اُس وقت تک ایسی حرکت نہیں کرتا جب تک کوئی عورت میری بات ماننے سے انکار نہ کر دے۔"

"مجھے علم نہیں تھا کہ تنظیم میں ایسے چھچھورے لوگ بھی موجود ہیں۔"

"تم اسے چھچھورا پن کہہ رہی ہو۔ کیا میکونو کو علم ہے کہ تم بیک وقت پانچ عدد محبوب بھی رکھتی ہو۔"

"میں کہتی ہوں بکواس مت کرو.... مجھے جانے دو۔"

"گھر تک بھی نہ پہنچ سکو گی۔"

"میں یقین نہیں کر سکتی تمہاری بات پر۔"

"تمہیں معلوم ہونا چاہئے کہ تنظیم کے بڑوں میں میرا بھی شمار ہوتا ہے۔"

"تب پھر تنظیم جلد ہی غرق ہو جائے گی۔"

"میں بذات خود ایک بہت بڑی تنظیم ہوں۔ زیرو لینڈ پر اسے اپنا بہت بڑا احسان سمجھتا ہوں کہ اُس کے کارکنوں میں شامل ہو گیا ہوں۔"

"میں کہتی ہوں مجھے جانے دو۔"

"یہ بھی معلوم ہے کہ تمہیں جانا کہاں ہے۔"

"کیوں نہیں۔"

"تمہاری گاڑی اُس عمارت کے سامنے کھڑی ملی ہے۔ جہاں پولیس نے وانگ لین کی لاش دریافت کی تھی۔"

متیو ہاشی نے جھر جھری سی لی۔ ایک بار پھر اُس کی آنکھوں مین وانگ لین کے انجام کا نقشہ پھر گیا تھا۔

"میکونو کے بیان کے مطابق تم ساڑھے گیارہ بجے گھر سے باہر نکلی تھیں اور اُس نے اس بات سے لاعلمی ظاہر کی ہے کہ وانگ لین اُس عمارت میں تھا۔"

متیو ہاشی کی سانس پھولنے لگی۔

"تو پھر اب کیا ہو گا۔"

"یہ بھی میں ہی بتاؤں.... ویسے ہو سکتا ہے کوئی صورت نکل ہی آئے۔ لیکن اس کے لئے نہیں وانگ لین کی کہانی دہرانی پڑے گی۔"

"میں کچھ نہیں جانتی۔"

"تم اچھی طرح جانتی ہو کہ وانگ لین ہی نے تمہیں اس پر آمادہ کیا تھا۔"

"یہ غلط ہے۔"

"اچھا تو پھر تمہیں میرا نام کیسے معلوم ہوا تھا۔ مجھے تم دونوں کی گفتگو اچھی طرح یاد ہے۔ روازے کے قریب ہی سے سُنی تھی۔ تم نے میرا نام لیا تھا۔ کس نے بتایا تھا تمہیں میرا نام! یہاں کوئی بھی نہیں جانتا۔ البتہ وانگ مجھ سے اچھی طرح واقف تھا۔"

وہ کچھ نہ بولی! صرف ہونٹوں پر زبان پھیر کر رہ گئی تھی۔

"اُس نے تمہیں میرے بارے میں سب کچھ بتادیا ہو گا۔ اعتراف کر لو۔"

"میں کچھ نہیں جانتی۔"

"مت بتاؤ۔ اب نہیں پوچھوں گا۔ لیکن تمہیں کم از کم اتنے دنوں ضرور زندہ رہنا پڑے گا ب تک میرا دل تم سے نہ بھر جائے۔"

"تم مجھے مجبور نہیں کر سکتے۔" وہ نتھنے پھلا کر بولی۔

"سوال ہی نہیں پیدا ہوتا مجبور کرنے کا۔"

"پھر یہ کیا بکواس ہے۔"

"خود میری سمجھ میں نہیں آتا۔"

"تم نے جس درندگی سے اُس کا خاتمہ کیا ہے زندگی بھر نہ بھلا سکوں گی۔"

"اتنی شرافت سے میں نے آج تک کسی کو نہیں مارا۔!"

"تم دیوانے ہو۔"

"کچھ گالیاں یاد ہوں تو انہیں بھی دہرا جاؤ... سنگ کیلئے شربت کے گھونٹ ثابت ہوں گی۔"

"بے غیرت اور ڈھیٹ بھی ہو۔"

"بے غیرتی میرے لئے ایک قسم کی لذت ہے۔"

"پولیس تم تک ضرور پہنچ جائے گی۔ میرا غائب ہو جانا معمولی بات نہیں ہے۔"

"قتل کا الزام تم پر عائد ہو گا۔! مجھ پر نہیں۔"

میتوہاشی خاموش ہو گئی اور سنگ نے کہا "اب تم خود ہی کسی کو منہ دکھانا پسند نہیں کرو گی۔"

"وہم ہے تمہارا....؟" وہ جھنجھلا کر بولی تھی۔

"اچھی بات ہے تو جس طرح بحالت بیہوشی یہاں تک پہنچی ہو۔ اُسی طرح کہیں اور بھی بھجوائی جا سکتی ہو۔"

"کیا مطلب....؟"

"صبح کو کسی پولیس اسٹیشن کے قریب بیہوش پڑی پائی جا سکتی ہو۔"

"نن.... نہیں۔!"

"کیا حرج ہے۔"

"شاید تم ٹھیک کہہ رہے تھے۔" وہ کچھ سوچتی ہوئی بولی۔!

"بڑی آسانی سے بیان دے سکو گی کہ تم وہاں وانگ لین سے ملنے گئی تھیں اور وانگ لین لاش دیکھ کر پلٹنے ہی والی تھیں کہ کسی نے گردن پر وار کیا اور تم بیہوش ہو گئیں۔ پھر تمہیں نہیں ہو سکا تھا کہ پولیس اسٹیشن کے قریب کس طرح پہنچیں۔ اس طرح ایک انتہائی پُراسرار بن جائے گا اور تم کسی شبہے سے بالاتر ہو جاؤ گی۔"

"لیکن میرے پاس اس سوال کا کیا جواب ہو گا کہ میں کسی نامعلوم آدمی کی لاش کو وانگ۔

کی لاش ثابت کرنے کی کوشش کیوں کرتی رہی تھی جبکہ مجھے اس کے زندہ ہونے کا علم تھا۔“

”نہایت آسان جواب ہے اور اس سے کیس کچھ اور بھی پُر اسرار اور سنسنی خیز ہو جائے گا۔ جواب یہ ہے کہ تمہاری روانگی سے کچھ دیر قبل اُس نے فون پر نہ صرف یہ اطلاع دی تھی کہ وہ زندہ ہے بلکہ یہ بھی بتا دیا تھا کہ کہاں چھپا بیٹھا ہے اور اُس نے تم سے درخواست کی تھی کہ تم اُس سے مل لو۔ کوئی اہم بات بتانا چاہتا ہے۔ پھر جب تم وہاں پہنچیں تو اُس کی لاش دیکھی۔“

”ہاں بات تو بن جائے گی۔ لیکن تمہارے ہی قول کے مطابق زندہ نہ رہوں گی۔ وہ لوگ مجھے کب بخشیں گے جنہوں نے میرے کہنے پر ایک اجنبی کو وانگ لین تسلیم کر لیا تھا۔“

”چلو تم قائل تو ہوئیں۔“ سنگ بائیں آنکھ دبا کر بولا۔

دفعتاً فون کی گھنٹی بجی تھی اور سنگ اٹھ کر میز کی طرف آیا تھا۔ ریسیور اٹھایا۔

”وہ ہولڈ آن کئے ہوئے ہے جناب“ دوسری طرف سے آواز آئی۔

سنگ نے انسٹرومنٹ میں لگا ہوا ایک بٹن دبایا اور ماؤتھ پیس میں بولا ”ہلو بھتیجے....!“

”کیوں بیوقوف بنا رہے ہو چچا....!“

”میں نہیں سمجھا، کیا کہنا چاہتے ہو۔“

”وانگ کے ہم شبیہہ کی لاش کہاں سے پیدا کروں گا۔“

”کیوں.... کیا ہوا....؟“

”یہ مجھ سے پوچھ رہے ہو۔“

”دیکھو.... جو کچھ میں نے کہہ دیا ہے اُس میں فرق نہیں آئے گا خواہ تم کوئی بہانہ تراشو۔!“

”میں اور بہانہ....!“ دوسری طرف سے آواز آئی ”جب بھی چاہوں تمہیں تلاش کر کے تمہاری گردن مروڑ سکتا ہوں۔“

”کب چاہو گے۔“

”سنگ ہی....! کیا تم نے وانگ کے ہم شبیہہ کی لاش ریسرچ انسٹیٹیوٹ کی تجربہ گاہ سے غائب نہیں کرادی۔“

”بکواس مت کرو.... اگر میں نے غائب کرادی ہوتی تو تم سے مطالبہ کیوں کرتا! پھر کہتا ہوں کہ اس معاملے میں سنجیدگی اختیار کرو.... ورنہ میں اپنی دھمکی کو عملی جامہ پہنائے بغیر نہیں

رہوں گا.... درجنوں افراد کی موت کی ذمہ داری تم پر ہو گی۔"

"تم یقین کرو یا نہ کرو.... البتہ دوسری لاش تمہارے دیئے ہوئے وقت کے اندر اندر داراب ہاؤز پہنچ جائے گی۔

"کیا تم سنجیدگی سے کہہ رہے ہو کہ پہلی لاش غائب ہو گئی ہے۔"

"اگر تم کوئی حسینہ دلنواز ہوتے تو دل چیر کر بھی دکھا دیتا۔" دوسری طرف سے آواز آئی۔

سنگ نے سلسلہ منقطع کر کے انسٹرومنٹ کا دوسرا بٹن دبایا تھا۔

"ہیلو....!" دوسری طرف سے آواز آئی۔

"نمبر تین سے ملاؤ۔" سنگ نے ماؤتھ پیس میں کہا۔

"بہت بہتر جناب۔!"

تھوڑی دیر بعد دوسری آواز سنائی دی تھی۔

"نمبر ون اسپیکنگ" سنگ نے کہا۔

"یس سر....!"

"کیا تم لوگوں نے وانگ لین کی لاش سائنٹیفک ریسرچ انسٹی ٹیوٹ کی تجربہ گاہ سے نکالی ہے۔"

"یس سر....! بے حد دشوار کام تھا.... لیکن بہر حال میرے آدمی کامیاب ہو گئے۔"

"تم نے اپنی مرضی سے یہ حرکت کیوں کی۔"

"اپنی مرضی سے.... نہیں جناب....! ہم نے آپ کے حکم کی تعمیل کی تھی۔"

"میں نے ایسا کوئی حکم نہیں دیا تھا۔"

"آپ نے خود مجھے حکم دیا تھا۔"

"کیوں بکواس کر رہے ہو۔"

"آپ کی آواز پہچانے بغیر میں کوئی قدم نہیں اٹھا سکتا تھا۔"

"کب کی بات ہے۔"

"تین دن پہلے کی۔"

"اب وہ لاش کہاں ہے....؟"

"سردار گڑھ پہنچا دی گئی۔"

"یہ بھی میرے ہی حکم سے ہوا ہوگا۔"

"میں نہیں سمجھ سکتا کہ یہ سب کیا ہے۔ ہاں جناب آپ ہی کے حکم سے ایسا کیا گیا ہے۔"

سنگ نے چپ چاپ ریسیور کریڈل پر رکھ دیا.... وہ کون ہو سکتا تھا جس نے اُس کی آواز کی نقل اُتار کر ماتحتوں کو حکم دیا تھا۔ سوچتا ہوا میز کے پاس سے ہٹ کر بار کے قریب پہنچا اور دو گلاسوں میں شراب انڈیلی۔ ایک گلاس بڑے ادب سے متیو ہاشی کو پیش کیا اور دوسرے سے خود چسکیاں لینے لگا۔

متیو ہاشی اُسے حیرت سے دیکھے جا رہی تھی لیکن اب وہ اس کی طرف متوجہ نہیں تھا۔

"وانگ لین نے تمہاری بڑی بھیانک تصویر پیش کی تھی لیکن تم پتہ نہیں کیا چیز ہو۔" متیو ہاشی نے ایک گھونٹ لے کر کہا۔

"لوگ میرے بارے میں غلط رائے قائم کرتے ہیں۔ میں تو بے حد شریف آدمی ہوں۔"

"کوئی بات ضرور ہے۔" وہ پُر تفکر انداز میں بولی "تھوڑی ہی دیر پہلے ایک سرد مہر قاتل کے روپ میں دیکھ چکی ہوں۔ لیکن اب محسوس ہو رہا ہے جیسے تم سے زیادہ نرم دل آدمی اس زمین پر موجود ہی نہ ہو۔"

"یہ میرے جذبے کی سچائی اور گہرائی کا اثر ہے۔ جب سے تمہیں دیکھا ہے ایسا محسوس ہوتا رہا ہے جیسے اب تک محض تمہارے انتظار میں زندگی گزاری ہو۔"

"باتیں بھی بڑی شاعرانہ کر لیتے ہو...!" وہ گلاس ختم کر کے مسکرائی... پھر سنجیدگی اختیار کر کے بولی۔ "لیکن تم مجھے کیسے برداشت کرو گے، ابھی ابھی تم نے میرے پانچ چاہنے والوں کا ذکر کیا تھا۔"

"پانچ سو بھی ہوں تو کیا فرق پڑتا ہے.... ارے تم تو سمندر ہو سمندر، تمہاری ہر موج نئی اور اچھوتی ہے۔"

"میں تصور بھی نہیں کر سکتی تھی کہ تمہاری فکر کا انداز اتنا آرٹسٹک ہوگا۔"

"پھول کی خوشبو سب کے لئے ہے.... اور تم تو دامانِ نظر ہو جس میں مجھ سمیت پوری کائنات سمائی ہوئی ہے۔"

"سنگ.... سنگ....! تم جیسے وسیع النظر آدمی کی دوستی میرے لئے قابلِ فخر ہوگی۔" وہ اپنا خالی گلاس اُس کی طرف اچھال کر مسہری پر لیٹ گئی۔

وانگ لین کی لاش ملنے کے بعد اُس کے علاوہ اور کیا ہوتا کہ سفارت خانہ اپنی غلطی تسلیم کرلیتا اور غائب ہو جانے والی لاش اُس کی ہم شبیہہ قرار دے دی جاتی۔ لیکن متیو ہاشی کی گاڑی کا اُس عمارت کے سامنے پایا جانا پولیس اور سفارت خانہ دونوں کے لئے الجھن بن گیا تھا۔!

خود متیو ہاشی ابھی تک غائب تھی.... اُس کے بارے میں مختلف قسم کی قیاس آرائیاں کی جارہی تھیں، اور اُس کا شوہر میکونو بالکل خاموش تھا۔ اُس نے پولیس کو صرف اتنا ہی بتایا تھا کہ وہ گیارہ بج کر کچھ منٹ پر گھر سے کہیں گئی تھی۔

رحمان صاحب کے محکمے کے آدمیوں نے پوری عمارت الٹ پلٹ کر رکھ دی تھی۔ واردات والے کمرے میں اعشاریہ دو پانچ کے پستول سے چلائی جانے والی ایک گولی بھی ملی تھی۔ لیکن وانگ لین کی کھوپڑی سے نکالی جانے والی گولی اعشاریہ تین دو کے پستول یا ریوالور سے چلائی گئی تھی۔!

سر سلطان کے دفتر میں عمران نے میکونو کو گھیر لیا۔ وہ بہت زیادہ نروس نظر آرہا تھا۔

"زیرو لینڈ کے بارے میں تم کیا جانتے ہو مسٹر میکونو۔" اُس نے چھوٹتے ہی سوال کیا تھا۔ وہ چونک کر عمران کو حیرت سے دیکھنے لگا تھا۔ عمران اُسے بدستور گھورتا رہا۔

"میں نہیں سمجھا تم کیا کہنا چاہتے ہو۔"

"متیو ہاشی زیر نگرانی تھی۔ کیونکہ وہ ایک دوسرے دھاری دار آدمی کے معاملے میں ملوث رہی ہے۔"

"پتا نہیں تم کیا کہہ رہے ہو۔"

"وہی کہہ رہا ہوں جو تم سمجھنا نہیں چاہتے۔"

"دیکھو مسٹر....! متیو ہاشی ایک خود مختار عورت ہے۔ اس کے نجی معاملات میں میں کوئی سروکار نہیں رکھتا۔ اگر وہ کسی جرم میں ملوث بھی ہوئی ہے تو مجھے اس کا قطعی علم نہیں۔"

"اس کے باوجود بھی تمہیں نظر بند کیا جارہا ہے۔"

"تمہیں اس کا حق نہیں۔" وہ بگڑ کر بولا۔

"تمہارے سفیر کی اجازت سے....!"

"ناممکن.... سفیر کی طرف سے ایسا کوئی اجازت نامہ جاری نہیں کیا جاسکتا۔"

"میں نے پوری ذمہ داری کے ساتھ یہ بات کہی ہے۔"

"میں سفیر سے فون پر گفتگو کرنا چاہتا ہوں۔"

"وہ رہا فون۔" عمران نے فون کی طرف ہاتھ اٹھا کر کہا۔

میکونو نے اُسے گھور کر دیکھا تھا اور آگے بڑھ کر سفیر کے نمبر ڈائیل کرنے لگا تھا۔ سفیر سے گفتگو ہوئی تھی اور وہ ریسیور رکھ کر غصے میں بھرا ہوا عمران کی طرف مڑا تھا۔

"یہ دنیا میں پہلا واقعہ ہوگا۔" وہ پھاڑ کھانے والے لہجے میں بولا۔

"بہت آرام سے مہمانوں کی طرح رہو گے.... ورنہ آخر ہماری حکومت کس کس کی موت کی عذر خواہی اور جواب دہی کرتی پھرے گی۔"

"کیا مطلب....!"

"وانگ لین کی طرح تم بھی مار دیئے جاؤ گے.... اور مجھے اس پر بھی یقین نہیں ہے کہ تمہاری بیوی اب تک زندہ ہی ہو۔"

"پتہ نہیں کیا ہو رہا ہے۔" دفعتاً وہ ڈھیلا پڑ کر بے بسی سے بولا۔

"وہ لوگ اپنے ہر اُس آدمی کا خاتمہ کر دیتے ہیں جسکی ذات سے افشائے راز کا خدشہ پیدا ہو جائے۔"

"لیکن میں تو کچھ بھی نہیں جانتا۔"

"ہو سکتا ہے وہ سمجھتے ہوں کہ متیو ہاشی نے تمہیں خود شریک کیا ہوگا۔"

"ایسا نہیں ہے! اُس نے مجھے کبھی کچھ نہیں بتایا۔ اس سے زیادہ نہیں جانتا کہ وہ کسی عالمی تحریک سے وابستہ تھی۔ تحریک کا نام تک مجھے نہیں بتایا۔"

"وہی زیرو لینڈ کی تحریک کہلاتی ہے۔"

"تب تو پھر.... جو مناسب سمجھو کرو....!"

"وانگ لین بھی تو تحریک سے وابستہ تھا۔" عمران نے پوچھا۔

"اُس کے بارے میں کچھ نہیں جانتا.... لیکن وہ اچھا آدمی نہیں تھا۔ میں نے اُسے کبھی پسند نہیں کیا۔"

"اُس کے فائیل سے فنگر پرنٹس کا کارڈ کس نے غائب کیا تھا....؟"

"خود اُسی نے کیا ہوگا.... وہ بھی عہدیدار تھا۔ فائیل اُس کی پہنچ سے باہر نہیں تھا۔!"

"شکریہ.... مسٹر میکونو.... تمہارے آرام کا خاص خیال رکھا جائے گا.... ہم نے سفیر سے یہی کہا ہے کہ تمہاری زندگی بھی خطرے میں ہے۔"

"لیکن یقین کرو کہ میں کسی معاملے میں ملوث نہیں ہوں۔"

پھر اُس نے میکونو کو متعلقہ آدمیوں کے حوالے کیا تھا اور خود سر سلطان کے کمرے میں چلا آیا تھا۔

"تم نے بہت بُری خبر سنائی ہے۔" انہوں نے اُسے دیکھتے ہی کہا۔ "لیکن مسٹر رحمان کو کیوں اندھیرے میں رکھا ہے۔"

"اُن کا تو نام ہی نہ لیجئے۔ ورنہ وہ سچ مچ پورے شہر کو کھنڈر بنوا دیں گے۔"

"کیوں حماقت کی باتیں کرتے ہو۔"

"عقل مندی کی باتیں کرنے سے میرا معدہ چوپٹ ہو جاتا ہے۔"

"تو پھر تم دوسری لاش کہاں سے فراہم کرو گے۔"

"اللہ مالک ہے۔" عمران نے کہا۔

"پھر کہتا ہوں کہ ان حماقتوں سے کوئی فائدہ نہیں۔"

"پھر اُس مردود کو کہاں تلاش کروں... داراب ہاؤس تو ویران پڑا ہے۔ داؤد کا بھی پتا نہیں کہاں پہنچادیا گیا ہے۔ ویسے داراب ہاؤس کو میرے آدمیوں نے پوری طرح گھیرے میں لے رکھا ہے۔"

"وانگ لین والا معاملہ سمجھ میں نہیں آیا۔"

"سنگ کے رویے سے صاف ظاہر ہوتا تھا جیسے اُسے بھی اس معاملے میں چوٹ ہو گئی ہو. اُس نے کہا تھا کہ فنگر پرنٹس کے بارے میں جو مضمون پریس کو دیا جانے والا ہے رکوا دیا جائے.... ورنہ وہ ہوشیار ہو جائیں گے۔"

"اس کا تو یہ مطلب ہوا کہ دو پارٹیاں ہیں جو آپس میں لڑ بھی رہی ہیں۔"

"شاید سنگ اتنا ہی وقت چاہتا تھا کہ وانگ لین کو تلاش کر کے قتل کر دے۔"

"اس کا تو یہ مطلب ہوا کہ متیو ہاشی دونوں پارٹیوں سے بیک وقت رابطہ رکھتی تھی۔"

"میں بھی یہی سوچ رہا ہوں۔" عمران نے پُر تفکر لہجے میں کہا "اگر سنگ قاتل ہے وانگ لین کا تو پھر متیو ہاشی بھی اُس کے قبضے میں ہو گی۔"

"بہر حال یہ طریق کار میری سمجھ میں نہیں آرہا۔"

"کس کا طریق کار۔"

"تمہارا اور کس کا" سر سلطان اُسے گھورتے ہوئے بولے۔

"میرا طریق کار کبھی کسی کو پسند نہیں آیا۔ لیکن میں کم سے کم وقت میں اپنا کام چلا لیتا ہوں۔"

"کیپٹن فیاض کا سراغ ملا یا نہیں۔"

"جی نہیں۔! ہوٹل انٹر نیشنل سے اچانک غائب ہو جانے کے بعد سے پھر نہیں دیکھا گیا۔"

"فتح محمد خان کا کیا حال ہے۔"

"پہلے ہی کی طرح پُر سکون ہے اور اُسے تو اب یاد بھی نہیں کہ کچھ دنوں پہلے کیا کر چکا ہے۔"

"آخر یہ کیا چیز بنا ڈالی ہے ان لوگوں نے....!"

"چیز تو سمجھ میں آ گئی ہے لیکن دھاریاں سمجھ میں نہیں آئیں۔"

"کیا مطلب....!"

"انہوں نے فتح محمد خان کو ایک ایسے آدمی میں تبدیل کر دیا ہے جو انتہائی طاقتور ہے.... ساتھ ہی بے مغز بھی ہے کہ سوچے سمجھے بغیر احکامات کی تعمیل کر سکے۔ لیکن اُس کے لئے دھاریاں کیا ضروری تھیں۔"

"ہو سکتا ہے اسے کسی دوسرے سیارے کی مخلوق ظاہر کرنا چاہتے ہوں۔ یہاں صرف اُس کی ہیئت بدلی گئی ہو۔ کام کہیں اور لینا مقصود ہو۔ کسی دوسرے ملک میں۔"

"ممکن ہے....!" عمران کچھ سوچتا ہوا بولا "ویسے میرا خیال ہے کہ وہ انہیں کسی جنگل ہی میں استعمال کریں گے۔"

"اس خیال کی وجہ....!"

"دھاری دار آدمی کی کارکردگی کا پہلا تجربہ سارا وان کے جنگل میں کیا گیا تھا لیکن وہاں اُسے سانپ نے ڈس لیا۔ دوسرا زندہ آدمی دار اب ہاؤز اس لئے لایا جا رہا تھا کہ اُسے سانپ کے زہر سے متاثر نہ ہونے کے قابل بنایا جائے۔"

"جنگل والا نکتہ غور طلب ہے۔" سر سلطان سر ہلا کر بولے۔

"اور آپ کا یہ خیال بھی بعید از قیاس نہیں کہ وہ اُسے کسی دوسرے کرہ کی مخلوق ظاہر کرنے کا ارادہ رکھتے ہوں۔ آپ کو وہ فے گراز تو یاد ہی ہوگا جو ڈولیڈو سے ریامی کی طرف آیا تھا۔" عمران

بائیں آنکھ دبا کر مسکرایا۔

"اور ڈاکٹر داور کو چوٹ ہوئی تھی۔!"[1]

عمران کچھ نہ بولا۔ اس کی آنکھوں میں گہرے تفکر کے آثار تھے۔

پورا کمرہ مہکا ہوا تھا اور وہ خوش رنگ پھولوں والا گاؤن پہنے مسہری پر نیم دراز تھی۔ پہلے سے زیادہ حسین نظر آ رہی تھی۔ آنکھوں سے گہری طمانیت کا اظہار ہو تا تھا۔

سنگ ہی مسہری سے تھوڑے فاصلے پر بیٹھا شراب پی رہا تھا۔

"بڑی عجیب بات ہے۔" دفعتاً متیو ہاشی بولی "اتنی کثرت سے پیتے ہو لیکن بہکتے نہیں۔"

"ویسا نشہ تو آج تک ہو ہی نہیں سکا جیسا عام طور پر لوگوں کو ہو جاتا ہے۔"

"واقعی حیرت انگیز ہو ہر اعتبار سے۔! اور میں گھاٹے میں نہیں رہی خواہ دس وانگ لین مار ڈالے گئے ہوں۔"

"میں تم کو یہی باور کرانے کی کوشش کر تا رہا تھا کہ تم مجھے ناپسند نہیں کرو گی۔"

"تمہاری روح بے حد حسین ہے۔ آرٹسٹ کی نظر اندرونی خطوط اور زاویے زیادہ دیکھتی ہے۔"

"اندر سے تو میں اُقلیدس ہوں۔"

"تم میرا مطلب نہیں سمجھے! اتنی شدید جمالیاتی حس میں نے آج تک کسی اور میں نہیں پائی۔"

"لیکن میری روح اداسیوں کی جھیل میں غرق ہو گئی ہے۔"

"میں تمہارے اس جملے کو پینٹ کروں گی۔ واہ اچھوتا خیال ہے.... اداسیوں کی جھیل میں روح کی غرقابی.... واہ....!"

"وہ کون تھا متیو ہاشی جو وانگ کے نام پر بھینٹ چڑھا دیا گیا۔"

"اُس کا سوتیلا بھائی ہینگ فی.... اُس کا ہم شکل۔"

"وانگ نے ایسا کیوں کیا....؟"

"لمبی کہانی ہے....! میں تمہیں سرنگی کے نام سے جانتی تھی۔ ایک بار وانگ نے بھی تمہیں دیکھا اور سنگ ہی کے نام سے پہچان لیا۔ شاید تمہارا کبھی اُس سے جھگڑا بھی ہوا تھا۔"

---

[1] اس داستان کے لئے "پیاسا سمندر" ملاحظہ فرمائیے۔

"ہاں ہم دونوں ایک دوسرے کو قتل کر دینا چاہتے تھے۔ لیکن یہ پرانی بات ہوئی پھر وہ غائب ہو گیا تھا" سنگ نے کہا۔

"یہ میری دیوانگی ہی تھی کہ میں نے اُسے سب کچھ بتا دیا۔"

"یعنی ہمارے کسی نئے تجربے کے بارے میں بتایا تھا۔"

"ہاں.... اور یہ بھی بتایا تھا کہ تمہیں ایسے آدمیوں کی تلاش ہے جن کے خون کا گروپ "بی" ہو۔ آر ایچ نیگٹیو.... ایسے ہی لوگوں پر تجربہ کیا جائے گا۔ اس نے اپنے بھائی کو پیش کر دیا۔ میں نے کہا ہو سکتا ہے تجربہ خوف ناک ہو.... اُس نے کہا پرواہ نہیں، میرا ایک کام بن جائے گا جس کی تفصیل میں تمہیں بعد میں بتاؤں گا۔ میں نے ہینگ فی کو بحالتِ بیہوشی تمہارے آدمیوں کے حوالے کر دیا۔ اور نام وانگ لین بتایا۔ یہ میں نے اُسی کی ہدایت کے مطابق کیا تھا۔"

"لیکن ہوش میں آنے کے بعد اُس نے میرے آدمیوں کو اپنا نام وانگ لین ہی بتایا تھا۔"

"ہو سکتا ہے۔ وانگ لین نے اُسے یہی ہدایت دی ہو۔ بہر حال جب سہ رنگی لاش دستیاب ہوئی اور اُس کی تصویر اخبارات میں شائع ہوئی تو وانگ نے مجھے تدبیر بتائی کہ کس طرح اُسے اُس کی لاش تسلیم کرایا جا سکتا ہے۔ یہاں سے باہر سفر کرنے کا بہانہ تراش کر پہلے ہی روپوشی اختیار کر چکا تھا۔ بہر حال آگے کے واقعات سے تم خود بھی واقف ہو۔ لیکن وہ مجھے اپنی اسکیم کی تفصیل اور مقصد بتانے سے پہلے ہی مر گیا۔"

"تفصیل اور... مقصد مجھ سے سُن لو!" سنگ طویل سانس لے کر بولا "وانگ لین انتہائی چالاک اور خطرناک آدمی تھا۔ ساتھ ہی یہ بھی جانتا تھا کہ میں نے آج تک اپنے کسی دشمن کو زندہ نہیں رہنے دیا۔ لہٰذا وہ موت کی تصدیق کرا کے مجھے مطمئن کر دینا چاہتا تھا تاکہ خود اطمینان سے مجھ پر حملہ آور ہو سکے۔ یہ بھی عجیب اتفاق ہے کہ اس کے بھائی کے خون کا گروپ بھی وہی تھا جس گروپ کے آدمی ہمیں درکار تھے! میں اُسے وانگ لین سمجھ کر فوراً مار ڈالتا لیکن اس تجربے کی خاطر زندہ رہنے دیا۔ پھر ہوا یہ کہ شاید وانگ لین پوری طرح ہمارے پیچھے لگ گیا اور اب تو مجھے یقین ہے کہ اپنے بھائی کی موت میں اُسی کا ہاتھ تھا۔ اُسی نے اُسکو سار اوان کے جنگل میں سانپ سے ڈسوایا ہو گا۔ تم سمجھ نہیں سکتیں کہ وہ اپنی موت کی تصدیق ہو جانے کے بعد کتنا فائدہ اٹھا سکتا تھا۔"

"مجھے حیرت ہے۔! لیکن کیا تم ہینگ فی کے سامنے آئے ہی نہیں تھے۔"

”کیا ضرورت تھی۔ اُس تجربے کے بعد اُسے سب کچھ بھول ہی جانا تھا۔ میں نے سوچا ممکن ہے مجھے دیکھ کر ہیجان میں مبتلا ہو جائے اور اس کا تجربے پر کوئی بُرا اثر پڑے۔ لیکن میں اُسے پہچان نہ سکا۔ اس پر مجھے حیرت ہے۔ اتنی مشابہت تھی دونوں میں۔“

”اور پتا نہیں اُس نے بیچارے ہینگ فی کو کیا پٹی پڑھائی ہو گی کہ آنکھیں بند کر کے موت کے منہ میں چلا گیا۔“

”ختم کرو اس کہانی کو۔“ سنگ انگڑائی لے کر بولا۔

”پھر کیا باتیں کریں“ وہ اُس کی آنکھوں میں دیکھتی ہوئی مسکرائی۔

”اوہ.... یہ تو بھول ہی گیا تھا۔ میکو نو کتنا جانتا ہے۔“

”کچھ بھی نہیں! اس کی دانست میں تو وانگ لین ایک ماہ کی چھٹی لے کر باہر گیا تھا۔“

”ٹھیک اُسی وقت فون کی گھنٹی بجی۔ سنگ نے ریسیور اٹھایا.... دوسری طرف سے آواز آئی ”ایک تابوت داراب ہاؤز میں لایا گیا ہے۔“

”تفصیل“ سنگ نے ماؤتھ پیس میں کہا۔

”ایک بند گاڑی کمپاؤنڈ میں داخل ہوئی تھی۔ چار آدمیوں نے تابوت اُتارا تھا۔ پھر وہ چلے گئے۔ تابوت سٹنگ روم میں رکھا گیا ہے۔“

”بہت غور سے جائزہ لیا جائے کہ عمارت کی نگرانی تو نہیں ہو رہی۔“

”بہت بہتر جناب۔“

سنگ ہی نے ٹیلی فون کا سلسلہ منقطع کر دیا۔

”میرا خیال ہے کہ تم کچھ پریشان نظر آ رہے ہو۔“

”پریشان تو نہیں ہوں البتہ بہت زیادہ ذہنی جمناسٹک کرنی پڑ رہی ہے۔ کیونکہ میرا یہ دشمن میری طرح ہی اپنی مثال آپ ہے۔“

”کون ہے....؟“

”علی عمران....!“

”میرے لئے یہ نام نیا ہے۔ کیا کوئی پولیس آفیسر ہے۔“

”کچھ بھی نہیں ہے.... اور سب کچھ ہے۔“

"میں نہیں سمجھی۔" ...گلاس اور ہو جائے۔"

"ختم کرو..... کیوں گی۔"

"نہیں اور پوری بوتل ہی اٹھا کر ہونٹوں سے لگائی.... متو ہاشی اُسے بہت غور سے

"

...ن پھر بجی اور سنگ نے ریسیور اٹھالیا۔

...نے پوری طرح اطمینان کرلیا ہے جناب۔!" دوسری طرف سے آواز آئی۔

"داراب ہاؤس کے آس پاس کوئی مشتبہ آدمی موجود نہیں ہے۔!"

"اچھی بات ہے! میں تھوڑی دیر بعد بتاؤں گا کہ کیا کرنا ہے۔" سنگ نے کہہ کر ریسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

"اس تجربے کا مقصد کیا ہے ڈارلنگ" متو شی نے پوچھا۔

"یہ بات ابھی دوسرے درجے کے بڑوں تک نہیں پہنچی۔"

"تم دوسرے درجے کے بڑے ہو....؟"

"ہاں۔" سنگ نے ٹھنڈی سانس لے کر کہا۔

"اس پر تمہیں افسوس ہے۔"

"کیوں نہ ہو.... جبکہ مجھ سے بڑا فی الحال اس دنیا میں اور کوئی موجود نہیں ہے۔"

"تب پھر انہوں نے تمہیں وہ مقام کیوں نہیں دیا۔"

"مجھے کون دے گا مقام! میں خود اپنا مقام بناتا ہوں" سنگ نے غصیلے لہجے میں کہا۔ اور متو شی اُسے حیرت سے دیکھنے لگی۔

"شاید میری بات تمہاری سمجھ میں نہیں آئی" سنگ پھر بولا۔

متو ہاشی نے سر کو منفی جنبش دی تھی۔

"مجھ سے اونچا مقام صرف ایک فرد کو حاصل ہے اور وہ اتفاق سے عورت ہے! لیکن میں نے ج تک کسی عورت کی زندگی کا خاتمہ نہیں کیا۔ حصولِ اقتدار کے لئے بھی کسی عورت کی زندگی کا تمہ نہیں کرسکتا.....! ارے تم لوگ تو صرف پوجی جانے کے قابل ہو۔!"

"ہاں میں نے سُنا تھا۔ کوئی عورت جوئی تھری بی کہلاتی ہے۔

کیا تم بھی اُس سے ڈرتے ہو۔" رہا ہے.... لیکن

"میں ہر عورت سے ڈرتا ہوں متیو ڈارلنگ۔!"

"اور ڈر کے مارے....!" متیو ہاشی نے جملہ پورا کئے بغیر قہقہہ لگایا۔

سنگ ہی بھی اُس کے ساتھ ہنسا تھا اور بوتل سے کئی لمبے لمبے گھونٹ لئے تھے۔

"مجھے پھر ڈر لگ رہا ہے متیو ڈارلنگ۔"

"شٹ اپ۔!" وہ مسکرائی بھی تھی اور آنکھیں بھی دکھائی تھیں۔

"آہا" دفعتاً سنگ چونک کر بڑبڑایا۔ "تابوت....! عمران کے بچے اگر تم نے کوئی فراڈ کرنے کی کوشش کی تو....!"

اس نے اٹھ کر فون کا ریسیور اٹھایا تھا! اور انسٹرومنٹ کا ایک بٹن دبا کر ماؤتھ پیس میں بولا تھا۔ "کال فار اسکویڈ۔!"

"اوکے سر۔" دوسری طرف سے آواز آئی۔ سنگ ریسیور کان سے لگائے کھڑا رہا۔

"یس سر...." تھوڑی دیر بعد دوسری طرف سے آواز آئی۔

"داراب ہاؤس کے سٹنگ روم میں ایک تابوت رکھا ہوا ہے.... اسے چیک کرو۔ اگر اس میں دھاری دار آدمی کی لاش موجود ہو تو اُسے اٹھوا کر گاڑی میں رکھو اور وہاں سے روانہ ہو جاؤ.... پھر یہ دیکھنے کی کوشش کرو کہ تمہارا تعاقب تو نہیں کیا جارہا۔ سمجھ گئے۔"

"یس سر....!" آواز آئی۔

"جب پوری طرح اطمینان ہو جائے کہ تعاقب نہیں کیا جارہا تو اس تابوت کو نمبر سات میں پہنچا دینا۔ اور ہال کے وسط میں اُسے رکھ کر واپس چلے جانا۔"

"اگر تعاقب کیا جائے تو کیا کریں۔" دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

"اُس صورت میں تم اُسے پھر داراب ہاؤز واپس لے جانا اور جہاں رکھا ہوا تھا وہیں رکھ کر نمبر چار میں چلے جانا اور اس وقت تک وہیں رُکے رہنا جب تک کہ میں تمہیں کال نہ کروں۔"

"بہت بہتر جناب۔!"

ریسیور رکھ کر سنگ متیو ہاشی کی طرف مڑا۔

"یہ کس کی لاش کا قصہ ہے۔" متیو ہاشی نے سوال کیا تھا۔

"اُسی کی لاش کا... جسے تم داراب ہاؤز پہنچانا چاہتی تھیں۔"

"کیا وہ مر گیا....؟"

"ہاں....! وہ بھی مر گیا.... اوہ.... یاد آیا.... تم نے اُس کے سلسلے میں کہا تھا کہ وہ کسی طرح تمہارے لئے خطرناک ہو گیا تھا، اسی لئے تم نے اُسے بیہوشی کا انجکشن دے دیا تھا۔!"

"ہاں.... ایسا ہی ہوا تھا۔"

"آخر کس رویے کی بناء پر تم نے اُسے خطرناک سمجھا۔"

"کسی اجنبی کی طرف سے کسی عورت کے لئے کیا خطرہ ہو سکتا ہے؟" وہ بھنا کر بولی۔

"تفصیل متیو ڈارلنگ۔!"

"فضول باتیں مت کرو۔" وہ بُرا سا منہ بنا کر بولی۔

"خیر...." سنگ نے طویل سانس لی اور دوسری بوتل کھولنے لگا۔

"میں نے وہ لاش یہیں منگوائی ہے۔! اگر تعاقب نہ کیا گیا تو جلد ہی پہنچ جائے گی۔" اُس نے متیو ہاشی کو اطلاع دی۔

"تو یہ نمبر سات ہے....؟" متیو ہاشی نے کہا۔

"تمہاری یادداشت بہت اچھی ہے۔ ہاں میں نے فون پر نمبر سات ہی کہا تھا۔"

"لاش کا کیا کرو گے....؟"

"اس کے رویے میں تبدیلی کی وجہ معلوم کرنے کے لئے چھان بین کی جائے گی۔"

"میں نہیں سمجھی۔"

"جن لوگوں کے قبضے میں تھا۔ اُن کی رپورٹ کے مطابق اچانک ایک دن اُس کا دماغ الٹ گیا۔ ایک آدمی کو مار ڈالا۔ کئی دروازے توڑے۔ کئی دیواریں گرائیں۔ بالآخر انہیں اُس کو گولی مار دینی پڑی تھی۔"

"وہ ایسا تو نہیں تھا۔"

"اسی تبدیلی کی وجہ دیکھنی پڑے گی۔ اُنکے بیان کے مطابق اس تبدیلی سے قبل وہ سوتا رہا تھا۔"

"اگر تمہارے آدمیوں کو تعاقب کا علم نہ ہو سکا اور پولیس یہاں پہنچ گئی تو کیا کرو گے۔"

"اس عمارت میں قدم رکھنے والا کوئی اجنبی زندہ واپس نہیں جاسکتا۔"

"اسی لئے تم مجھے یہاں لائے تھے۔"

"اپنی بات مت کرو۔"

"وانگ لین نے مجھے بتایا تھا کہ تم بے حد خطرناک ہو۔"

"ساری دنیا کی پولیس کو میری تلاش ہے۔ لیکن ابھی تک تو کسی کے ہاتھ لگا نہیں.... اگر لگا بھی ہوں تو صرف تھوڑی دیر کے لئے۔"

"بین الاقوامی شہرت کے مالک ہو۔! وانگ لین کہہ رہا تھا کہ تم پر گولیاں اثر نہیں کرتیں۔ اور یہ تو میں بھی دیکھ چکی ہوں۔"

سنگ نئی کھولی ہوئی بوتل سے لمبے لمبے گھونٹ لینے لگا تھا۔!

انہوں نے داراب ہاؤس سے تابوت اٹھایا تھا اور گاڑی میں رکھ شہر کی سڑکوں کے چکر لگانے شروع کئے تھے۔ یہ معلوم کرنے کے لئے کہ اُن کا تعاقب تو نہیں کیا جاتا۔ بڑی مشاقی کا ثبوت دیا تھا اور تھوڑی ہی دیر میں مطمئن ہو کر نمبر سات کا راستہ لیا تھا۔

اب بھی پوری طرح ہوشیار ہی تھے۔ دونوں جانب کے عقب نما آئینوں پر نظریں جمی ہوئی تھیں۔ بالآخر وہ اُس عمارت تک جا پہنچے تھے جو "نمبر سات" کہلاتی تھی.... گاڑی کمپاؤنڈ میں داخل ہوئی اور ایک آدمی نیچے اُتر کر پھاٹک ہی پر کھڑا رہا۔

گاڑی پورچ میں پہنچ گئی۔ پھاٹک پر رُک جانے والے نے پھاٹک بند کیا اور پورچ کی طرف چلا آیا۔ تابوت کو گاڑی سے اُتار کر وہ لوگ اندر لائے تھے۔ ایسا لگتا تھا جیسے عمارت اُن کی دیکھی بھالی ہوئی ہو۔! سیدھے ہال میں آئے تھے اور تابوت کو وسط میں رکھ دیا تھا۔ اس کے بعد چپ چاپ باہر چلے گئے تھے۔!

تین چار منٹ بعد ایک دروازے کا پردہ ہٹا تھا اور سنگ ہی متو ہاشی سمیت ہال میں داخل ہوا تھا۔ لیکن آگے بڑھنے کی بجائے وہیں رُک گیا۔ عجیب نظروں سے تابوت کو گھورے جا رہا تھا۔

"کیا بات ہے" متو ہاشی نے پوچھا۔

"کچھ نہیں! تم یہیں ٹھہرو۔" اُس نے کہا اور آہستہ آہستہ تابوت کی طرف بڑھنے لگا جیب

سے پستول بھی نکال لیا تھا۔

بائیں ہاتھ سے تابوت کا ڈھکنا اٹھایا.... اور ایک دم اُچھل کر کئی قدم پیچھے ہٹ آیا۔!

دھاری دار آدمی کی لاش اٹھ کر بیٹھ گئی تھی....! اُس نے سر گھما کر سنگ ہی کی طرف دیکھا

ر سیدھا کھڑا ہو گیا۔

"سوڈابائی کا رب سلام عرض کرتا ہے۔ خواتین و حضرات!" اُس نے سپاٹ لہجے میں کہا تھا۔

"تم زندہ ہو۔" سنگ نے مزید دو تین قدم پیچھے ہٹتے ہوئے کہا۔

"ہاں میں زندہ ہوں۔"

"لیکن مجھے تو معلوم ہوا تھا کہ تمہیں گولی ماردی گئی۔"

"مجھے گولی نہیں ماری گئی۔"

"کیا تمہیں یاد ہے کہ تم کہاں سے آئے ہو۔"

"ہاں مجھے یاد ہے۔"

"کہاں سے آئے ہو....؟"

"وہاں سے....!"

"جگہ کا نام بتاؤ۔"

"جگہ کا نام میں نہیں جانتا۔"

"کن لوگوں میں تھے۔"

"میں نہیں جانتا۔" اُس نے کہا اور تابوت سے باہر نکل آیا۔

"وہیں کھڑے رہو۔" سنگ نے اُس کی توجہ پستول کی طرف مبذول کراتے ہوئے کہا۔!

"تم بہت دبلے ہو....! اور بہت لمبے بھی۔" دھاری دار آدمی بولا۔

"اچھا تو پھر....؟"

"مجھ سے کہا گیا ہے کہ بہت دُبلے اور بہت لمبے آدمی کو پکڑ کر اس صندوق میں بند

ں۔" اُس نے تابوت کی طرف اشارہ کیا۔

"خبردار.... وہیں ٹھہرو.... ورنہ فائر کردوں گا۔"

"کردو فائر....!" وہ آگے بڑھا۔

”سنگ چھلانگ مار کر پیچھے ہٹا تھا! اور متیو ہاشی نے چیخ کر کہا تھا۔

”ماردو گولی.....!“

”تم چلی جاؤ یہاں سے“ سنگ ہی نے اُس کی طرف مڑے بغیر کہا۔!

لیکن وہ جہاں تھی وہیں کھڑی رہی۔

”رُک جاؤ..... میری بات سنو۔“ سنگ نے دھاری دار آدمی سے کہا۔

وہ رُک کر کسی بُت کی طرح بے حس و حرکت ہو گیا۔ پھر سنگ نے متیو ہاشی سے پوچھا تھا۔ ”کیا تم چلی گئیں۔“

”نہیں.....!“ متیو ہاشی نے جواب دیا۔

”میرے قریب آ جاؤ۔“

”نن... نہیں... میں یہیں ٹھیک ہوں!“ متیو ہاشی نے جواب دیا اور اس جواب پر نہ جانے کیوں سنگ نے دانت پیسے تھے، پھر دھاری دار آدمی سے بولا تھا۔ ”جہاں کھڑے ہو..... وہیں ٹھہرو... تھوڑی دیر بعد میں خود کو تمہارے حوالے کر دونگا۔ مجھے پکڑ کر صندوق میں بند کر دینا۔!“

”بہت اچھا۔!“ اُس نے بڑی سعادت مندی سے کہا۔

سنگ پلٹ کر تیزی سے متیو ہاشی کے پاس پہنچا۔!

”میں اسے گولی نہیں مار سکتا۔“ اُس نے آہستہ سے کہا ”خاصی رقم خرچ ہوئی ہے اس تجربے پر!“

”تو پھر میں کیا کروں۔ کہیں وہ سچ مچ تمہیں پکڑ کر تابوت میں بند ہی نہ کر دے۔“

”اسی لئے میں چاہتا ہوں کہ تم آگے بڑھ کر اُسے باتوں میں الجھاؤ..... اور میں اُسے قابو کر لینے کی تدبیر کروں۔“

”یہ تم کہہ رہے ہو۔!“

”اس لئے کہہ رہا ہوں کہ تم اُسے باتوں میں الجھا سکو گی۔!“

”میں اُس کے قریب نہیں جاؤں گی۔ تمہیں بتا چکی ہوں۔“

”میں بھی یہیں موجود ہوں۔ تم ڈرتی کیوں ہو۔!“

”کچھ بھی ہو..... میں اُس کے قریب نہیں جاؤں گی۔ کیا تم اُسے زیر نہیں کر سکتے ٹوٹ پڑو۔ وانگ لین نے تمہاری بے پناہ قوت کا بھی ذکر کیا تھا۔!“

"میں بے چارہ کیا چیز ہوں.... اسے تو دس ہاتھی بھی زیر نہیں کر سکیں گے۔"

"بہر حال! میں اس سلسلے میں تمہاری کوئی مدد نہیں کر سکتی۔!"

"ادھر دیکھو....!" سنگ نے متو ہاشی کا بازو پکڑ کر دھاری دار آدمی کو آواز دی۔

"دیکھ رہا ہوں۔"

"یہ عورت تمہیں کیسی لگتی ہے۔"

"اچھی لگتی ہے۔"

متو ہاشی نے بائیں ہاتھ سے سنگ ہی کے گال پر تھپڑ رسید کیا تھا۔ لیکن وہ اپنا بازو نہیں چھڑا سکی تھی۔ انگلیاں گوشت میں پیوست ہوتی محسوس ہو رہی تھیں۔

"مجھے چھوڑ دو کتے ذلیل.... ذلیل....!"

"اچھی لگتی ہے تو سنبھال لو اسے...!" سنگ اُسے دھاری دار آدمی کیطرف گھسیٹتا ہوا بولا۔

"ٹھہر جاؤ۔" دھاری دار آدمی ہاتھ اٹھا کر بولا "مجھ سے عورت کے بارے میں کچھ نہیں کہا گیا۔!"

"اس سے کیا فرق پڑتا ہے! میں کہہ رہا ہوں۔"

"مجھے سختی سے تاکید کی گئی ہے کہ تمہارا کہنا نہ مانوں۔"

سنگ نے متو ہاشی کا بازو چھوڑ دیا.... لیکن متو ہاشی وہاں سے بھاگ کھڑی ہونے کی بجائے سنگ ہی پر ٹوٹ پڑی۔

"ارے.... ارے....!" سنگ اُسے خود سے الگ رکھنے کی کوشش کرنے لگا! لیکن وہ اُس سے بُری طرح چمٹ گئی تھی اور اب دھاری دار آدمی نے بھی اُنکی طرف بڑھنا شروع کر دیا تھا۔

"ٹھہر جاؤ.... تم وہیں ٹھہرو....!" سنگ نے چیخ کر کہا۔

لیکن وہ آہستہ آہستہ اُن کی طرف بڑھتا ہی رہا۔ دفعتاً متو ہاشی لہرا کر گری تھی اور سنگ اچھل کر بھاگا تھا.... دھاری دار آدمی نے بھی چھلانگ لگائی تھی لیکن دروازے سے نہ گزر سکا! اُچھل کر دھڑام سے فرش پر آگرا تھا.... پھر بوکھلا کر اٹھ بیٹھا۔

چند لمحے کھڑا ادھر ادھر دیکھتا رہا تھا۔ پھر اسٹول پر رکھے ہوئے بڑے سے پیتل کے گلدان کو اٹھا کر دروازے کی طرف اچھال دیا تھا۔ لیکن اُس کا بھی وہی حشر ہوا جو خود اُس کا ہوا تھا۔ یعنی دروازے سے گذر جانے کی بجائے وہاں سے پلٹ کر پھر ہال میں آگرا تھا۔

باری باری سارے دروازوں کو اسی طرح آزمایا تھا۔ لیکن گلدان کسی سے بھی نہ گزر سکا۔

سنگ ایک دروازے کے سامنے کھڑا اُس کی حرکتیں دیکھے جا رہا تھا۔

"یہ کیا کر رہے ہو۔" اُس نے چیخ کر کہا۔

"کچ کچ کچاٹا۔" دھاری دار آدمی بولا۔

"کیا کہہ رہے ہو میں نہیں سمجھا۔!"

"چی چوں چیاٹ.... چانچ.... چرساٹا...." کہہ کر وہ متیو ہاشی کے قریب جا بیٹھا.... اور اُسے ہلانے جلانے لگا لیکن بڑی آہستگی سے۔

"ہاں ہاں.... تم اس سے جی بہلاؤ.... میں تمہارے ناشتے کا انتظام کرتا ہوں۔" سنگ نے کہا اور وہاں سے چلا گیا۔ متیو ہاشی زندہ تھی۔ لیکن ہوش میں نہیں تھی۔ پھر شاید دو تین منٹ بعد اُس نے آنکھیں کھولی تھیں اور اُسے قریب بیٹھا دیکھ کر خوف زدہ انداز میں چیخنے لگی تھی۔

"ڈرو نہیں....!" وہ آہستہ سے بولا "میں تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچاؤں گا۔"

"وہ.... وہ.... سور کہاں گیا....!"

"میں نہیں جانتا۔"

متیو ہاشی اٹھ کر دروازے کی طرف دوڑی تھی اور پھر اُسی کیطرح اُچھل کر ہال میں آگری تھی۔ پھر اُس کی خوف زدہ سی چیخیں کسی طرح رُکنے کا نام ہی نہیں لیتی تھیں۔! دھاری دار آدمی خاموش بیٹھا اُسے دیکھتا رہا۔ اٹھانے کے لئے آگے نہیں بڑھا تھا۔ آخر کار متیو ہاشی نے کسی نہ کسی طرح اپنی غیر ارادی چیخوں پر قابو پایا تھا اور خود ہی اٹھ بیٹھی تھی۔

"کسی نظر نہ آنے والی قوت نے مجھے بھی اُسی طرح اٹھا کر پھینک دیا تھا۔" دھاری دار آدمی بولا "تم کسی بھی دروازے سے باہر نہ نکل سکو گی۔"

"تم نے پہلے ہی کیوں نہیں بتایا تھا مجھے۔"

"بھول گیا تھا۔"

"تم اُسے پکڑ کر تابوت میں بند نہیں کر سکو گے۔"

"کوشش تو کرتا ہی رہوں گا۔ مجھ سے یہی کہا گیا ہے۔"

"کیا تم واقعی مجھے نہیں پہچان سکے۔"

"نہیں میں نہیں پہچان سکا۔"

"تم نے مجھے لالہ زار ہوٹل میں دیکھا تھا۔"

"مجھے یاد نہیں۔"

"اب وہ تمہیں پکڑنا چاہتا ہے۔! مجھ سے کہا تھا کہ میں تمہیں باتوں میں الجھاؤں تاکہ وہ تم پر قابو پاسکے.... لیکن میں نے انکار کر دیا تھا۔"

"تم بیہوش کیسے ہوگئی تھیں۔"

"اُس نے میری ریڑھ کی ہڈی پر ایک جگہ دباؤ ڈالا تھا اور میری آنکھوں میں اندھیرا چھا گیا تھا.... میری بات سنو.... کیا تم سچ مچ اُسے پکڑ کر تابوت میں بند کر دو گے۔"

"مجھ سے یہی کہا گیا ہے۔"

"اچھا تو میں ایک تدبیر بتاتی ہوں....! تم پھر تابوت میں لیٹ جاؤ۔ وہ آئے گا تو اُسے بتاؤں گی کہ تم خود تابوت میں جا لیٹے تھے! مجھ سے کہا تھا کہ نیند آرہی ہے۔"

"اس سے کیا ہوگا....!"

"جیسے ہی وہ تابوت کے قریب جا کر کھڑا ہو، پکڑ لینا۔"

"بہت اچھا....!" اُس نے سر ہلا کر کہا اور تابوت کی طرف مڑ گیا۔

پھر وہ چپ چاپ اُس میں لیٹ گیا تھا۔ ڈھکنا کھلا ہی رہا۔ متوہاشی جہاں تھی وہیں فرش پر بیٹھ گئی۔

کچھ دیر بعد سنگ اُسی دروازے کے سامنے کھڑا نظر آیا جس سے فرار ہوا تھا۔

"وہ کہاں گیا....!" اُس نے متحیرانہ انداز میں سوال کیا۔

متوہاشی آہستہ آہستہ اُس کی طرف مڑی اور بولی "تم سے بڑا بے غیرت بھی آج تک میری نظروں سے نہیں گزرا....!"

"غیر سائنٹیفک باتیں مت کرو۔ بتاؤ وہ کہاں ہے۔"

"تابوت میں سو رہا ہے....! جو تم نے چاہا تھا۔ وہی ہوا.... پھر بولا مجھے نیند آرہی ہے اور تابوت میں لیٹ کر سو گیا۔"

"ویری گڈ....! اس صدی کا سب سے بڑا کارنامہ انجام دیا ہے تم نے۔ اب میں دیکھوں گا کہ وہ تمہاری سزائے موت کیسے منسوخ نہیں کرتے۔"

"مگر تم رہو گے سور کے بچے ہی۔۔۔۔!" وہ بھنا کر بولی۔

"اس سے میری صحت میں کوئی فرق نہیں پڑے گا۔" اُس نے ہنس کر کہا۔

متیو ہاشی بڑی روانی سے اُسے گالیاں دیتی رہی تھی۔ اور اس نے بائیں جانب ہٹ کر دیوار پر لگا ہوا ایک پاور سوئچ آف کیا تھا۔ پھر دروازے سے گزر کر ہال میں داخل ہوا۔ متیو ہاشی جہاں تھی وہیں بیٹھی رہی۔

وہ آہستہ آہستہ چلتا ہوا تابوت کے قریب پہنچا اور جھک کر دیکھنے لگا۔ بجلی کی سی سرعت سے دو ہاتھ اوپر اٹھے تھے اور اُس کی گردن پکڑ کر اُسے تابوت میں کھینچ لیا تھا۔

اور پھر سنگ کی ریڑھ کی ہڈی چٹخنے لگی تھی۔

"دھوکا۔۔۔۔دھوکا۔۔۔۔" سنگ حلق پھاڑ کر چیخا۔ "یہ تم ہو خبیث تت توم۔۔۔۔!"

دفعتاً اُس کی آواز گھٹ کر رہ گئی۔۔۔۔ دھاری دار آدمی اُچھل کر تابوت کے باہر آیا اور بڑی پھرتی سے اُس کا ڈھکنا بند کر کے کنڈی لگا دی۔

"بہت اچھے۔۔۔۔!" متیو ہاشی اُس کے قریب پہنچ کر بولی "اب میں خود کو تمہارے حوالے کر سکتی ہوں۔"

"تمہارا کیا میں اچار ڈالوں گا۔" دھاری دار آدمی نے کہا۔

"مم مطلب۔۔۔۔ یہ کہ۔۔۔۔ ہوٹل لالہ زار میں تم نے مجھے دوسری نظروں سے دیکھا تھا۔"

"مجھے نہیں معلوم تھا کہ میں اتنا کمینہ ہوں۔"

"تو کیا تمہاری یادداشت واپس آگئی ہے۔" متیو ہاشی نے حیرت سے کہا۔

"کھوئی کب تھی۔"

"تمہارا کیا نام ہے۔"

"فتح محمد خان۔۔۔۔!"

"بڑی عجیب بات ہے۔۔۔۔؟ کیا تم نے اُسے مار ڈالا۔"

"نہیں۔۔۔۔! جس طرح اُس نے تمہاری ریڑھ کی ہڈی پر دباؤ ڈال کر تمہیں بیہوش کیا تھا اُسی طرح میں نے بھی کر دیا۔"

"اب کیا کرو گے۔"

"اسے یہاں سے لے جاؤں گا۔"

"کہاں لے جاؤ گے۔"

"انہی لوگوں کے پاس جنہوں نے مجھے یہاں بھیجا تھا۔"

"خام خیالی ہے تمہاری.... اس کی مدد کے بغیر تم عمارت سے باہر نہیں نکل سکتے۔!"

"پھر تم نے مجھے اس کے پکڑنے کی تدبیر کیوں بتائی تھی۔"

"اس پر غصہ آ گیا تھا۔ جواب فرو ہو چکا ہے۔"

"یہاں کتنے آدمی ہیں۔"

"ہم دونوں کے علاوہ اور کوئی نہیں تھا.... لیکن ٹھہرو.... میں ذرا ایک بار اور دیکھ آؤں۔"

"میں بھی چل رہا ہوں۔" دھاری دار آدمی نے کہا۔

"اوہ.... ادھر دیکھو.... ڈھکنا ابھی ہلا تھا۔" متیو ہاشی نے تابوت کی طرف اشارہ کر کے ، "وہ شاید ہوش میں آ رہا ہے۔"

"وہ تابوت کی طرف مڑا ہی تھا کہ متیو ہاشی چھلانگیں مارتی ہوئی ہال سے باہر نکل آئی اور ھپٹ کر وہ سوئچ آن کر دیا جسے آف کر کے سنگ کو اندر آتے پہلے ہی دیکھ چکی تھی۔

دھاری دار آدمی نے اُس کے بعد دوڑ لگائی لیکن دروازے کے قریب پہنچتے ہی اچھل کر پھر ں میں جا گرا۔ متیو ہاشی سامنے کھڑی بُری طرح ہنس رہی تھی.... دھاری دار آدمی خاموشی سے سے دیکھتا رہا۔

"اُس سے بگاڑ کر میں نے غلطی کی تھی۔" متیو ہاشی نے کہا "اگر تم نے اُسے کوئی نقصان پہنچایا یں تمہیں مار ڈالوں گی۔"

"اے عورت....! آخر اس کیچوے میں کیا رکھا ہے۔" دھاری دار آدمی نے پوچھا۔

"اگر تم غیر معمولی طور پر طاقتور نہ بنا دیئے گئے ہوتے تو وہ تمہاری ہڈیاں توڑ کر رکھ دیتا۔"

"کیا وہ تمہارا شوہر ہے۔"

"نہیں میرا محبوب ہے۔"

"کب سے....!"

"تم تو اس قسم کے سوالات کر رہے ہو جیسے مجھ سے بھی واقف ہو اور اس سے بھی۔"

"میں عورت اور مرد جانتا ہوں۔ تم عورت اور وہ مرد لیکن تم ہر گز ایسی عورت نہیں جیسہ
وہ مرد ہے.... لہذا تم دونوں کا ساتھ ٹھیک نہیں ہے۔"

"میں کیسی عورت ہوں۔"

"بے حد خوب صورت... پھولوں کی شہزادی لگتی ہو۔ تمہارے لئے کوئی پری زاد ہونا چاہئے۔"

"اے کیوں بکواس کر رہا ہے۔" تابوت کے اندر سے گھٹی گھٹی سی آواز آئی اور اس کا ڈھکن ہلنے لگا۔ پھر تابوت کے اندر ہی سے فائر ہوا تھا اور دھاری دار آدمی اچھل کر ایک طرف ہٹ گیا تھا.... تابوت میں اُس جگہ سوراخ ہو گیا تھا جہاں سے گولی چلائی گئی تھی۔

"سنگ!" دفعتاً متیو ہاشی نے چیخ کر کہا "میں نے اسے ہال ہی تک محدود کر دیا ہے۔ میں اُس سوئچ کو دیکھ لیا تھا.... خود ہال سے نکل گئی ہوں۔ کیا میری آواز تم تک پہنچ رہی ہے۔"

پتا نہیں سنگ نے سنا بھی تھا یا نہیں لیکن اس بار اُس نے اندر سے تابوت کی کنڈی پر فائر کیا تھا.... شائد دھاری دار آدمی نے بھی اُسے محسوس کر لیا تھا کہ یہ فائر بے مقصد نہیں تھا۔ اُس نے تیزی سے پوزیشن بدلی تھی۔

"ٹھیک ہے کنڈی پر فائر کئے جاؤ۔" متیو ہاشی پھر چیخی تھی۔

اور دوسرا فائر بھی کنڈی ہی پر ہوا تھا۔ کنڈی نکل گئی۔ ڈھکنا تیزی سے کھلا تھا۔ لیکن دھاری دار آدمی اُس سے پہلے ہی ڈھکنے کے پیچھے پہنچ چکا تھا۔ اس طرح سنگ ہی کو چوتھے فائر کا موقع مل سکا۔ دھاری دار آدمی نے اُس کے ریوالور والے ہاتھ پر جوڈو کا وار کیا تھا۔

ریوالور اچھل کر دور جا پڑا.... اور پھر اُس نے سنگ کو نظر انداز کر کے ریوالور کے لئے چھلانگ لگائی تھی.... اور اُسے اٹھا لینے میں کامیاب بھی ہو گیا۔ سنگ نے اُس پر چھلانگ لگائی لیکن وہ اُس کی گرفت میں نہ آسکا۔

"بس".... دھاری دار آدمی نے پھرتی سے پیچھے ہٹتے ہوئے کہا "ٹھہر جاؤ ابھی اس میں گولیاں باقی ہیں۔"

"اس حرکت پر میں تمہیں معاف نہیں کروں گا۔" سنگ اُسے گھورتا ہوا بولا۔ وہ جہاں تھا وہیں رُک گیا تھا۔

"دو ہی صورتیں تھیں.... یا اس عمارت کو بم سے اڑا دیتا یا پھر تمہیں پکڑنے کی کو

کرتا۔" دھاری دار آدمی نے کہا۔

"کیا تم لوگ اُس لاش کو شہد لگا کر چاٹو گے۔"

"لاش ہاتھ آگئی ہوتی تو خطرہ مول کیوں لیتا۔" اُس نے تابوت کی طرف اشارہ کیا۔

"کیا مطلب....!" سنگ اُسے گھورتا ہوا بولا۔

"جہاں دفن کی تھی وہاں سے غائب ہو گئی۔"

"عمران....! تم مجھے بیوقوف بنانے کی کوشش کر رہے ہو۔ مجھے۔"

"یہ کیا ہو رہا ہے!" متو ہاشی چیخی۔ "میں نے سوئچ آن کر دیا ہے۔ وہ باہر نہیں نکل سکے گا۔"

"بکواس بند کرو.... یہ وہ نہیں ہے" سنگ غصیلے لہجے میں بولا۔

"تم نے مجھ سے فراڈ کیا تھا۔"

"میں نے کیا فراڈ کیا تھا۔" متو ہاشی بھنا کر بولی۔

"تم نے مجھے جو کچھ باور کرانے کی کوشش کی تھی، وہ اس بدنصیب پر سراسر بہتان تھا۔ اس کی تو یہ اداکاری بھی نہیں کر سکتا۔"

"کیوں شرمندہ کر رہے ہیں چچا جان....!" عمران آہستہ سے بولا۔

"مت بکواس کرو.... بتاؤ.... وہ لاش کہاں ہے۔"

"وہ لاش مجھے سینکڑوں زندہ افراد سے زیادہ عزیز نہیں ہو سکتی۔!" عمران نے کہا اور ریوالور اُسکی طرف اچھالتا ہوا بولا۔ "سنبھالو اسے... مجھے جو کچھ کہنا تھا کہہ چکا۔ اب تم شوق سے گولی مار سکتے ہو۔"

سنگ نے ریوالور ہاتھوں پر روک کر جیب میں ڈال لیا تھا۔

کچھ دیر وہ دونوں ایک دوسرے کو خاموشی سے دیکھتے رہے پھر سنگ ہی نے متو ہاشی سے کہا "سوئچ آف کر دو۔"

"یہ کیا ہو رہا ہے۔ میری تو کچھ سمجھ میں نہیں آتا۔" متو ہاشی بولی۔

تمہیں اس کا اصل چہرہ دکھانا چاہتا ہوں۔ بہت خوبصورت ہے۔ فوراً مر مٹو گی۔" سنگ نے بھنا کر کہا۔

"یعنی جنگ ختم ہو گئی۔"

"تم بکواس کئے جاؤ گی۔ میں کہتا ہوں سوئچ آف کر دو۔"

"سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔" متوہاشی ہنس کر بولی "پہلے تم بتاؤ کہ یہ کون ہے۔"

"میرا سب سے خطرناک دشمن علی عمران جس کا ذکر میں تم سے کر چکا ہوں۔"

"اور تم نے ریوالور جیب میں ڈال لیا ہے۔"

"دو عدد کارتوس نہ میرا کچھ بگاڑ سکتے ہیں اور نہ اس کا! اسی لئے اس نے ریوالور میرے حوالے کر دیا ہے۔"

"تم پاگل ہو گئے ہو.... یہ پولیس کا آدمی ہے۔! ورنہ اس روپ میں کیسے آسکتا۔"

"میں جانتا ہوں" سنگ نے کہا "تم سوئچ آف کر دو۔"

"تو گویا تم پولیس سے مل گئے ہو۔!"

"تیرا دماغ تو نہیں چلا گیا....! میں کہتا ہوں سوئچ آف کر دے۔"

"سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ یہ بہترین موقع ہاتھ آیا ہے کہ میں دوسرے بڑوں کو مطلع کر کے اپنا قصور معاف کرا لوں۔"

"کس بات سے مطلع کر کے۔"

"سنگ ہی نے غداری کی ہے۔ پولیس سے مل گیا ہے! تنظیم کو نقصان پہنچائے گا۔" کہہ کر وہ مڑی تھی.... اور نظروں سے اوجھل ہو گئی تھی۔

"عبرت.... عبرت۔" عمران دردناک لہجے میں بولا "وانگ لین کے ساتھ ہی اسے بھی روانہ کر دیا ہوتا.... مگر تمہارا اندیدہ پن نہیں جاتا۔"

"اس پائے کی کتیا آج تک میری نظروں سے نہیں گزری.... اگر اُس نے سوئچ آف نہ کیا تو یہاں سے نکلنا ناممکن ہو گا۔"

"ویسے کیا یہ تنظیم میں کوئی ایسی حیثیت رکھتی ہے کہ تمہارے نام سے بھی واقف ہو جاتی۔" عمران نے سوال کیا۔

"سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ اُسے وانگ لین نے میرا نام بتایا تھا۔" سنگ نے کہا.... اور پھر وانگ لین کی کہانی دہراتا ہوا بولا "اگر تم نے وانگ لین کے سلسلے میں چھان بین نہ کر ڈالی ہوتی اور مجھے آگاہ نہ کر دیتے تو وہ لومڑی کا بچہ میری لاعلمی میں مجھ پر حملہ آور ہوتا اور شاید اس وقت میری لاش کہیں پڑی سڑ رہی ہوتی۔"

”اور تم اُسی عورت کے ساتھ عیش کر رہے تھے“ عمران آنکھیں نکال کر بولا۔

”ہائے بھتیجے.... تم عورت کے مقام سے نا آشنا ہو.... وہ اُس وقت بھی عورت ہی ہوتی ہے جب گردن پر چھری پھیر رہی ہوتی ہے۔“

پھر اُس نے بہت زور سے ”عورت“ کا نعرہ لگایا تھا اور سینہ پیٹ پیٹ کر ناچنے لگا تھا۔

عمران کھڑا ہنستا رہا.... دفعتاً متیو ہاشی پھر دروازے پر نظر آئی۔

سنگ ناچتا رہا.... عمران نے اپنے بال مٹھی میں جکڑ کر زور لگایا تھا اور چہرے پر چڑھا ہوا رنگین دھاریوں والا پلاسٹک کا خول اُتر گیا تھا۔

”نہیں۔“ متیو ہاشی اچھل کر چیخی تھی.... ”یہ تو.... وہ عمران ہے۔“

”کون عمران۔“ سنگ رک کر غرایا اور اُسے گھورنے لگا....!

”ٹپ ٹاپ نائٹ کلب میں اس کی حماقتوں کے چرچے ہیں۔ وہیں کئی بار دور سے دیکھا تھا۔“

”اب تو قریب سے بھی دیکھ لیا.... سوئچ آف کر دو۔“ سنگ نے نرم لہجے میں کہا۔

”فون کام نہیں کر رہا۔ لائن ڈیڈ ہو گئی ہے....!“

”سوال تو یہ ہے کہ تم کسے مطلع کرتیں۔“

”نمبر تین کو....!“

سنگ نے قہقہہ لگا کر کہا ”بیوقوف عورت وہ میرے چارج میں ہیں۔ مجھے مطلع کر دیں گے کہ متیو ہاشی نامی عورت کیطرف سے یہ پیغام موصول ہوا ہے! تم میرے علاوہ اور کسی بڑے کو نہیں جانتیں۔“

”پھر میں کیا کروں....!“ وہ مایوسی سے بولی۔

”سوئچ آف کر دو۔“

”تم مجھے مار ڈالو گے۔“

”ہاتھ ٹوٹ جائیں میرے اگر آج تک کسی عورت پر اٹھے ہوں۔“

”خواہ اُس نے کچھ بھی کر ڈالا ہو۔“

”ہاں میری جان۔“

”ٹھیک کہہ رہے ہیں چچا جان۔“ عمران سر ہلا کر بولا۔ ”میں نے انہیں عورتوں سے جوتیاں کھاتے بھی دیکھا ہے۔“

"ابے تو چپ رہ.....!" سنگ بھنا کر بولا۔

"تمہاری بات میں مزید زور پیدا کرنے کے لئے بطور حوالہ عرض کر دیا تھا۔"

متیو ہاشی کچھ دیر تک سوچتی رہی۔ پھر آگے بڑھ کر سوئچ آف کرنے لگی۔

"تم اُسے بیہوش کر دینا۔" سنگ نے آہستہ سے عمران کے کان میں کہا تھا۔

"آنکھ مار کر۔" عمران نے پوچھا... پھر بولا "ہاتھ تو میرا ابھی نہیں اٹھ سکتا کسی عورت پر۔"

"حرامی پن نہیں۔ جو کچھ کہہ رہا ہوں کرو۔"

وہ ہال سے باہر آئے تھے۔ اچانک سنگ ایک بار پھر عمران پر ٹوٹ پڑا تھا۔ عمران گڑبڑا گیا.... وہ تو اُسی کے کہنے کے مطابق متیو ہاشی کو بیہوش کر دینے کی گھات میں تھا.... پھر بھی اُس نے کنائی کاٹ کر متیو ہاشی کے شانے پکڑ لئے اور اُسے ڈھال بنائے ہوئے سنگ سے بولا "بس دور ہی رہنا مجھ سے ورنہ میں تو صرف چٹنی بنانا جانتا ہوں یہ دیکھے بغیر کہ نر ہے یا مادہ۔"

"میں تو مذاق کر رہا تھا" سنگ نے پلٹا کھایا "یہ چینی کی گڑیا بہت نازک ہے اسے اس بے دردی سے جھکولے مت دو۔"

عمران اُسکی بات کا جواب دینے کی بجائے بوکھلا کر ہال کے اندر دیکھنے لگا۔ غیر ارادی طور پر سنگ بھی ادھر مڑا ہی تھا کہ عمران نے متیو ہاشی کو ایک طرف ہٹا کر زوردار لات اُسکی کمر پر رسید کی۔ وہ اچھل کر دروازے سے گزرتا ہوا ہال میں جا پڑا۔ پھر قبل اسکے کہ اپنی جگہ سے جنبش بھی کر سکتا۔ عمران نے جھپٹ کر وہی سوئچ آن کر دیا۔ جسکی کارکردگی کچھ دیر قبل اسکا بھی راستہ روک چکی تھی۔

اس کے بعد اس نے متیو ہاشی کے دونوں ہاتھ پکڑے تھے اور منہ سے تال دے کر ناچنے لگا تھا۔ کبھی گیٹار کی آواز نکالتا اور کبھی بونگو کی۔ متیو ہاشی متحیرانہ انداز میں اس کا ساتھ دیئے جا رہی تھی۔ سنگ ہی دروازے کے قریب کھڑا دانت پیستا رہا۔

"اب کیا خیال ہے بھتیجے کے چچا" عمران نے ہنس کر پوچھا۔

"میں تجھے فنا کر دوں گا۔"

پتہ نہیں کیوں اس بار عمران کے ساتھ متیو ہاشی نے بھی قہقہہ لگایا تھا.... سنگ انہیں گھورتا رہا کچھ بولا نہیں۔

"اب میں تم سے وہ دونوں لاشیں وصول کروں گا۔" دفعتاً عمران نے کہا۔

"اگر مجھے اُن کے بارے میں کچھ معلوم ہو گا تو ضرور وصول کرلو گے۔"

"غالباً تم یہ کہنا چاہتے ہو کہ لاشوں کے غائب ہو جانے میں تمہارا ہاتھ نہیں تھا۔"

"بکواس بند کرو۔ کیا میں تمہیں یقین دلانے بیٹھوں گا کہ جو کچھ کہہ رہا ہوں وہ سچ ہے۔ تمہاری حیثیت ہی کیا ہے۔"

"یہ ہے میری حیثیت" عمران متیو ہاشی کی طرف اشارہ کر کے بولا تھا اور سنگ نے اُسے ایک گندی سی گالی دی تھی۔

"تم نے تین قتل کئے ہیں میرے ملک میں۔" عمران آنکھیں نکال کر بولا۔

"ابھی تین ہزار اور کروں گا۔"

"سنو....! میری بات سنو۔" متیو ہاشی عمران کا ہاتھ پکڑ کر الگ لے جانے کی کوشش کرتی ہوئی بولی۔ سنگ نے مسکرا کر اُسے آنکھ ماری تھی اور وہ بوکھلا کر عمران کی طرف دیکھنے لگی تھی۔

"میں تم سے کوئی فریب نہیں کروں گی۔" وہ آہستہ سے بولی "اُسکی حرکتوں پر دھیان نہ دو۔"

وہ اُسے کشادہ راہداری کے سرے پر لے گئی تھی۔

"اب یہاں سے جتنی جلد ممکن ہو نکل چلو۔" متیو ہاشی نے کہا۔

"اسے یہاں چھوڑ کر نہیں جا سکتا۔! ساتھ لے جاؤں گا۔"

"اگر کچھ لوگ پہنچ گئے تو....؟"

"دیکھا جائے گا.... فون کہاں ہے۔"

"فون کو تو ہاتھ بھی نہ لگانا۔"

"کیوں....؟" عمران اُس کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا بولا۔

"کالیں براہِ راست نہیں ہوتیں۔ یہاں سے کہیں اور جاتی ہیں۔ جہاں سے انہیں ڈائرکٹ کیا جاتا ہے اور پھر لائن بھی ڈیڈ ہو گئی ہے۔"

"شکریہ متیو ہاشی۔"

"کس بات کا شکریہ۔"

"اس اطلاع کا۔"

"میں ان لوگوں سے بیزار ہو گئی ہوں....! میری مدد کرو، میں نے تمہیں ٹپ ٹاپ میں بارہا

دیکھا ہے۔ لیکن تعارف نہ ہونے کی بناء پر کبھی مل نہیں سکی۔! ویسے دل چاہتا تھا.... اوہ وہ دیکھو.... وہ تابوت کا ڈھکنا اٹھا رہا ہے۔"

عمران تیزی سے ہال کے دروازے کی طرف مڑا۔ سنگ ڈھکنا اٹھا کر تابوت میں داخل ہو گیا تھا۔ پھر شاید ڈھکنا بند کیا تھا۔

عمران نے کچھ کہنا چاہا لیکن فرطِ حیرت سے زبان لڑکھڑا گئی۔

پھر اچانک تابوت فرش میں دھنسنے لگا تھا۔ تابوت کے حجم سے بڑا خلا فرش کے درمیان پیدا ہوا تھا۔ عمران نے لپک کر سوئچ آف کر دیا۔ لیکن جتنی دیر میں تابوت تک پہنچتا فرش برابر ہو چکا تھا۔ شاید اس سے پہلے ہی پہنچ جاتا اگر اس چکر میں نہ پڑ گیا ہوتا کہ متیو ہاشی کو ہال کے باہر نہ چھوڑے۔ اُس کا بازو پکڑ کر اسے بھی ساتھ لے چلا تھا۔

"چلو اب نکلو یہاں سے۔ وہ تو گیا ہاتھ سے۔" عمران اُسے دوبارہ دروازے کیطرف کھینچتا ہوا بولا۔

"اب کیا ہو گا۔" وہ منمنائی۔

"تمہاری حفاظت کی جائے گی۔ فکر نہ کرو۔ باہر نکلنے کی کوشش کرو۔"

کسی نہ کسی طرح وہ صدر دروازہ تلاش کرنے میں کامیاب ہو ہی گئے تھے جو مقفل نہیں تھا۔ باہر نکلے.... خاصی بڑی اور سرسبز کمپاؤنڈ تھی۔

"اب مجھے یاد آیا۔" متیو ہاشی نے ہانپتے ہوئے کہا۔ "اُس نے اپنے آدمیوں کو فون پر خاص طور پر ہدایت دی تھی کہ تابوت کو ہال کے وسط میں رکھا جائے۔"

"جتنی جلدی ممکن ہو اس عمارت سے دور نکل چلو۔"

"کک.... کیوں....!" وہ ہکلائی۔ لیکن عمران بڑی پھرتی سے نیچے جھکا اور اُسے اٹھا کر کاندھوں پر ڈال لیا۔ پھر وہ احتجاج کرتی رہ گئی تھی اور اس نے پھاٹک کی طرف دوڑ لگا دی تھی۔

پھاٹک سے گزر کر سڑک پر نکل آیا۔ لیکن وہ بدستور اُس کے کاندھے ہی پر پڑی رہی۔ جتنا تیز دوڑنا ممکن تھا اُس میں کوتاہی نہیں ہو رہی تھی۔

"یہ کیا بیہودگی ہے...." متیو ہاشی جھلا کر بولی "اُتار دو مجھے لوگ دیکھ رہے ہیں۔!"

مجھے بھی ڈر ہے کہ کہیں...لوگ.... اغوا بالجبر نہ سمجھ لیں۔" عمران رک رک کر بولا تھا۔

واقعی کچھ لوگ شور مچاتے ہوئے اُن کے پیچھے دوڑ پڑے تھے۔

"یہ تو بہت بُرا ہوا۔" عمران بڑبڑایا۔

جواب میں وہ کچھ کہنے ہی والی تھی.... کہ ایک زوردار دھماکا ہوا اور وہ عمران کے کاندھے سے پھسل کر زمین پر آرہی.... اُن کے پیچھے دوڑنے والے بوکھلا کر تتر بتر ہو گئے تھے۔ کسی کو کسی کا ہوش نہیں رہا تھا۔ چاروں طرف بھگدڑ پڑ گئی۔ لیکن عمران کو متیو ہاشی کی سدھ رہی تھی.... اُس نے اُسے جھٹکے کے ساتھ اٹھایا اور ہاتھ پکڑ کر دوڑنے لگا تھا۔

"میں گر جاؤں گی.... میں مر جاؤں گی۔" وہ چیختی جارہی تھی۔

بدقت تمام وہ ایک ٹیکسی تک پہنچے تھے۔ لیکن ٹیکسی ڈرائیور بھی بدحواس نظر آرہا تھا۔

"بم پھٹا ہے شاید۔" عمران نے اُس سے کہا۔ "اس کی حالت خراب ہو رہی ہے۔ دل کی مریضہ ہے.... چلے چلو بھائی۔"

ٹیکسی میں بیٹھ جانے کے بعد وہ ہانپتی ہوئی بولی۔

"یہ کیا تھا۔ یہ کیا ہوا....؟"

"سنگ نے عمارت تباہ کر دی....! مجھے خدشہ تھا اسی لئے اس طرح بھاگا تھا۔"

"خدا کی پناہ.... اب کیا ہوگا....؟"

"فکر مت کرو.... میکونو بھی ہمارا مہمان ہے۔! تم بھی آرام سے رہو گی۔"

"میں نہیں سمجھی....! تم کیا کہہ رہے ہو۔"

"قیدی نہیں مہمان....! وانگ لین کو تم نے نہیں قتل کیا۔"

"تت.... تم کیا جانو۔!"

"تم نے شاید سنگ پر اپنے اعشاریہ دو پانچ کے پستول سے گولی چلائی تھی۔"

"ہاں یہ درست ہے۔ لیکن وہ زخمی بھی نہیں ہو سکتا تھا۔"

"تمہارے پستول کی گولی بھی مل گئی ہے۔ وانگ کو اعشاریہ تین دو کے ریوالور سے قتل کیا گیا تھا۔"

"اس کے باوجود بھی مجھے خود کو مردہ تصور کرنا چاہئے۔!"

"سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ تمہیں اُن لوگوں سے محفوظ رکھا جائے گا۔"

"کن لوگوں سے۔"

"جن سے تم نے غداری کی ہے۔"

"اوہ....!" وہ حیرت سے اُسے دیکھنے لگی تھی۔

"سب ٹھیک ہے۔" عمران سر ہلا کر بولا۔

متیو ہاشی نے پشت گاہ سے ٹک کر آنکھیں بند کر لیں.... عمران نے ٹیکسی ڈرائیور کو چند ہدایات دی تھیں اور متیو ہاشی سے بولا تھا۔ "بعض اوقات ہم نہیں سمجھ پاتے کہ جو کچھ ہم کر رہے ہیں وہ درست بھی ہے یا نہیں۔"

"کیا کہنا چاہتے ہو۔؟" متیو ہاشی نے آنکھیں کھول کر سیدھے بیٹھتے ہوئے کہا۔! عمران نے فوراً ہی جواب نہیں دیا تھا۔

"تم بولتے کیوں نہیں....! کیا مجھ پر کوئی اور الزام بھی ہے۔" متیو ہاشی نے اُس کے بائیں پہلو پر انگلی رکھ کر پوچھا۔

"نہیں.... کوئی نیا الزام نہیں ہے۔"

"میں اُن لوگوں کے لئے کام کرنے پر مجبور تھی۔"

"مجبوری کی وجہ ضرور پوچھوں گا۔"

"بلیک میلنگ.... مجھے بلیک میل کر کے تنظیم میں شامل کیا گیا تھا۔"

"بلیک میلنگ کی وجہ نہیں پوچھوں گا۔"

"کیا تمہارا تعلق کارِ خاص کے محکمے سے ہے۔"

"نہیں.... سنگ ہی سے میرے تعلقات خوش گوار نہیں ہیں۔ اس لئے ہم دونوں ہی ایک دوسرے کی گھات میں رہتے ہیں۔"

"وہ انتہائی خطرناک آدمی ہے۔"

"میں جانتا ہوں" عمران سر ہلا کر بولا۔

"اس کے باوجود بھی تم نے لاش بن کر اُس کے سامنے آنے کا خطرہ مول لیا تھا۔"

"ایسے خطرات میں پڑنا میری ہابی ہے۔"

"میں تمہیں اس حد تک خطرناک نہیں سمجھتی تھی۔"

"اب بھی نہ سمجھو۔"

متیو ہاشی نے اُسے غور سے دیکھا تھا اور پھر کھڑکی سے باہر دیکھنے لگی تھی۔ ٹیکسی درمیانہ رفتار

سے چلتی رہی۔

"کیا تم اُن کے اس تجربے کے مقصد سے آگاہ ہو۔" عمران نے تھوڑی دیر بعد سوال کیا۔

"مقصد سے تو سنگ بھی آگاہ نہیں ہے۔ میں صرف اتنا جانتی ہوں کہ انہیں اُس تجربے کے لئے ایسے لوگوں کی تلاش رہتی ہے جن کے خون کا گروپ "بی" ہو اور سرخ خلیوں میں آر ایچ بلٹر نہ پایا جاتا ہو۔!"

"تمہیں کیوں کر علم ہوا۔"

"اس لئے کہ ہمیں ہی ایسے لوگوں کو تلاش کرنا پڑتا ہے۔"

"کہاں بھیجے جاتے ہیں ایسے لوگ۔"

"سردار گڑھ، اُن پر وہ عمل وہیں ہوتا ہے۔"

"کسی خاص جگہ کی نشان دہی کرو۔"

"سردار گڑھ کا ایک فون نمبر ہے....! اس پر رنگ کر کے اطلاع دی جاتی ہے اور وہ نمبر ہے موفیگ کمپنی کا جو سائنسی آلات کی تجارت کرتی ہے۔"

"جس کا سربراہ سرنگی ہے۔" عمران نے کہا۔

"سرنگی۔" دفعتاً وہ ہنس پڑی۔

"اس میں ہنسنے کی کیا بات ہے۔"

"کیا تم نے اُسے دیکھا نہیں۔"

"نہیں صرف نام سنا ہے۔"

"جھوٹ مت بولو.... تم کچھ ہی دیر پہلے اُس سے الجھے ہوئے تھے۔"

"اوہ.... تو سنگ ہی۔!"

"ہاں پہلے میں اُسے سرنگی ہی کے نام سے جانتی تھی، اسکا اصل نام تو وانگ لین نے مجھے بتایا۔!"

"وانگ کی کہانی مجھے سنگ سنا چکا ہے۔" عمران نے کہا۔

"سچ بتاؤ۔ اب میرا کیا حشر ہوگا۔"

"کوشش کروں گا کہ بحفاظت اپنے ملک پہنچ جاؤ۔ ہماری حکومت تو ان حالات میں تمہیں اشت نہ کر سکے گی۔"

"ظاہر ہے۔"

"کیا تم کسی پروفیسر ضیغم اشرف کو بھی جانتی ہو۔"

"یہ نام میرے لئے نیا ہے۔"

"ایک بوڑھا آدمی ہے۔ لیکن جوان اور بے حد حسین بیوی رکھتا ہے۔"

"نہیں میں ایسے کسی آدمی کو نہیں جانتی۔"

"کیا یہ حقیقت ہے کہ سنگ کی لاعلمی میں وہ لاش کوئی اور لے اڑا۔"

"مجھے تو اس نے یہی بتایا ہے۔"

"کیا تجربہ.... سنگ کی نگرانی میں کیا جارہا ہے۔"

"تفصیل کا مجھے علم نہیں ہے۔ لیکن اس سلسلے میں خرچ کی جانے والی رقم کا تذکرہ کرتے وقت وہ اتنا ہی پُر تشویش نظر آنے لگتا ہے جیسے مصارف کا بار اُسی کی جیب پر پڑتا ہو۔"

عمران کچھ نہ بولا۔ اس کی آنکھوں سے گہری فکر مندی ظاہر ہونے لگی تھی۔

"کیا یہ ممکن نہیں ہے کہ تم مجھے چپ چاپ نکل جانے دو۔" متیوہاشی نے کچھ دیر بعد پوچھا۔

"کہاں نکل جانے دوں.... وہ تمہیں تلاش کر کے ٹھکانے لگادیں گے۔ اپنے اس کارکن کو نہیں بخشتے جس کے پولیس کے ہتھے چڑھ جانے کا امکان ہو۔"

"تو پھر میں کیا کروں....!" وہ بے بسی سے بولی۔

"مجھ پر اعتماد کرو۔"

"کیا تم کوئی عہدیدار ہو۔"

"ایک بڑے عہدیدار کا بیٹا ہوں.... اور یہ بہت بڑی بات ہے....! عہدیدار بوڑھا ہوتا ہے اور بیٹا جوان۔ لہذا چھوٹے عہدیدار اُس کی بہت عزت کرتے ہیں۔ کم از کم سات خون تو معاف کر ہی دیتے ہیں۔"

"خیر دیکھوں گی کہ میرا کیا حشر ہوتا ہے۔ لیکن اب میں میکونو کا سامنا نہیں کرنا چاہتی۔"

"فکر نہ کرو۔ اس کا بھی خیال رکھا جائے گا۔" عمران نے کہا۔

"متیوہاشی پھر آنکھیں بند کر کے پشت گاہ سے ٹک گئی۔!"